اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قیمت پیشگی سالانہ ہے — قیمت پیشگی سالانہ سعہ

اخبار الحکم

نمبر ۱۰ و ۱۱ | قادیان دارالامن والامان - مورخہ ۶ و ۱۳ مئی - ۱۸۹۸ء | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں۔ جس سے حضرت اقدس سیدنا میرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ فی صدی کے حساب سے خریدیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاوے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ دار ایک خاص تعداد بھیجدی جایا کرے۔ اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑے گا۔ بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

ایڈیٹوریل

مہدی آخرالزمان

اور ہم اور ہمارے مخالف مسلمان

نمبر ثالث

قابل توجہ گورنمنٹ

ہم پچھلے نمبر کے مطالعہ سے یہ امر خوب طور پر واضح ہوگیا ہے کہ خلافت کے حصول کیلئے کس کس قسم کی کوششیں ہو رہی تھیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوچکا ہے۔ کہ اگر مہدی کے آنے کی پیشگوئی نبوی علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نہ ہوتی۔ تو بنی فاطمہ یا بنی امیہ غرضیکہ میں سے ہر ایک اپنے خاندان میں مہدی کے ہونے کا دعوے کیوں کرتے۔ علاوہ ازیں جب کبھی بنی فاطمہ یا بنی عباس کی طرف سے کسی پیشگوئی کی بنا پر مہدی کا پیدا ہونا مشتہر کیا گیا تو خلافت بنی امیہ نے کبھی اسکی تردید مشتہر کرنے کی کوشش نہیں کی کہ حضرت اقدس بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی پیشگوئی درباره مہدی نہیں فرمائی۔ اور نہ آئندہ کوئی مہدی آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ مدعی کو جھوٹا دعوے دار قرار دے کر اس سے مقابلہ کیا۔ اس سے صاف طور پر یہ امر سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ بنی امیہ کو اس امر کا تو خیال ضرور تھا۔ کہ کوئی مہدی آئندہ آنیوالا ضرور ہے۔ اور جسکی بنا اور وجہ بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوسکتی۔ کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی ضرور فرمائی تھی۔

ابوداؤد نے جو حدیث ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ ممکن ہے کہ عبداللہ بن زبیر کے فساد کی خاطر جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے واضع کیگئی ہے لیکن اسکو مہدی آخرالزمان کی بشارت سے کیا مناسبت صرف یہ دلیل کہ ابوداؤد نے اسکو **باب المہدی** میں بیان کیا ہے۔ اس امر کی کوئی تسلی بخش اور کافی دلیل نہیں ہے۔ غایت مافی الباب اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مؤلف نے ترتیب میں غلطی کھائی۔

الغرض یہ شبہ ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضور بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی طرف سے ایک آنیوالے مہدی کی پیشگوئی اور بشارت ہوئی ہے۔ اور ضرور ہوئی ہے۔ ... سرا امر جو بشارت مہدی کے متعلق مشکوک ہے۔ اور جسپر فاضل محققین کو شبہہ ہے یہ ہے کہ احادیث متعلقہ مہدی کے راوی جرح اور تحقیق کی تاب نہیں لا سکتے اور ہمارے اپنے خیال اور تحقیق سے یہ امر بہت کچھ قرین قیاس اور قابل وثوق ہے۔ اور ہم اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ان احادیث کے راوی ایسے ہیں جنپر نکتہ چینی اور جرح کی نسبت کچھ گنجائش ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نکال لینا اور یقین کر لینا کہ اسی وجہ سے یہ احادیث صحیح نہیں ہیں۔ اور بالکل نادرست۔ کیونکہ یہ امر بالکل قرین قیاس ہے بلکہ ہمارے تجربہ میں روز آتا ہے کہ بعض خبریں جو بالکل صحیح ہوتی ہیں۔ ایسے وسائل سے ہمارے پاس پہنچتی ہیں جو غیر معتبر ہوتی ہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اُن کو غلط اور افواہ قرار نہیں دیتے اور نہ ایسا ہوسکتا ہے۔ یہ صرف ایک سوفسطائیوں کا خیال ہے مثلاً اگر کوئی شخص منطق کا ایک قضیہ بنا کر کہے کہ ہر ایک چیز جو چمکتی ہے۔ سونا نہیں اور پھر کہے کہ سونا چمکتا ہے۔ اسلئے سونا بھی سونا نہیں۔ تو یہ بالکل ایک مغالطہ یعنے **لاجک فیلیسی** ہے۔

اس بنا پر گو ان احادیث کے راوی جرح کے تحت میں آتے ہیں اور انپر بہت کچھ نکتہ چینی ہوسکتی ہے۔ لیکن یہ جرح اور نکتہ چینی اس بات کی مستلزم نہیں کہ انہوں نے جو کچھ بیان کیا بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔ بہرحال ہم اس امر پر زیادہ زور دینا نہیں چاہتے بلکہ ہم یہ تسلیم کرلیں گے کہ مہدی کی نسبت احادیث تمام تر غیر کافی ہیں مگر باینہمہ ایک امر زیادہ قابل غور اور اہم سوال یہ پیدا ہوجاتا ہے کہ **مسیح موعود** کی احادیث کو محدثین نے بالاتفاق صحیح قرار دیا ہے۔ جس سے کم از کم یہ سوال تو حل ہوجاتا ہے۔ کہ آئندہ ایک نبی امام کے آنیکے متعلق نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام نے ضرور بشارت فرمائی ہے۔

اب قابل غور اور زیر بحث یہ امر ہے۔ کہ آیا **مہدی** اور **مسیح** دو جدا جدا اماموں کا نام ہے۔ یا ایک ہی شخص واحد کے دو نام ہیں۔ جو بلحاظ خدمات اور مناصب کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ یہ سوال فی الحقیقت بہت کچھ دلچسپی اور حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جس پر ہم بھی پوری روشنی ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اپنے زمانہ کے **فاضل الدہر ابن قیم** نے اپنی کتاب منار میں اس پر خوب روشنی ڈالی ہے اور نہایت معقولیت کیساتھ اس مسئلہ پر بحث کی ہے۔ **ابن قیم** کہتا ہے۔ کہ مہدی کے بارہ میں چار مختلف قول ہیں یعنے محققین نے چار مختلف طور پر اپنی رائے اس کے متعلق ظاہر کی ہے۔ جن میں سے ایک وہ عالموں کا اس پر ہے۔ کہ امام مہدی ابن مریم ہی ہوگا چنانچہ **ابن ماجہ** اور **حاکم** اپنی کتابوں میں اسی روایت کو لائے ہیں کہ **لامہدی الا عیسیٰ** ایسے قوی اور واجب التسلیم سندات کے ہوتے ہوئے ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ کیوں اس سے انکار کیا جاوے؟ اور کیوں تسلیم نہ کیا جاوے کہ **عیسیٰ** و **مہدی** ایک ہی شخص کے دو جداگانہ اور مختلف نام ہیں جس کو استعارہ کے طور پر یوں سمجھا جاوے کہ ایک ہی شمع ہے مگر دو سکر فانوس ہیں۔ آفتاب ہی ہے لیکن مطلع دو ہیں۔ اور اس خیال کو اور بھی تقویت ہوتی ہے جبکہ احادیث کے مضامین پر تعمق اور غور سے نظر کیجاوے اور صاف طور پر یہ عقدہ حل ہوجاتا ہے کہ **مہدی** اور **عیسیٰ** نفس الامر میں ایک ہی امام کے نام ہونگے اور وہ دو مختلف اشخاص کو ظاہر نہیں کرتے۔ چنانچہ بخاری کے مطالعہ سے جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے پایا جاتا ہے کہ مسیح حکم عادل ہوکر آئیگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسوقت نصرانیت کا غلبہ یا اقتدار ہوگا۔ **نصرانیت** سے مراد وہ مذہب ہے۔ جو مسیح علیہ السلام کے بعد **پولوس** نے جو اوائل میں نصرانیت کا سخت مخالف تھا پھیلایا اور جس نے بعد اپنے تئیں عیسائی ظاہر کرکے اپنی تعلیمیں ملا کر اپنے خیالات کو رواج دیا۔ جو اب ربع مسکون پر پھیل رہا ہے۔ ہماری اپنی رائے میں نصرانیت سے **گورنمنٹ انگلشیہ** مراد لینا ہرگز ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام کی اپنی پیشگوئیوں سے جو اسنے مسیح موعود کی بشارتوں کے متعلق اجمالی طور پر بیان کیں پایا جاتا ہے۔ کہ جس زمانہ میں وہ نازل ہوگا اُس وقت سلطنت کی ویسی حالت ہوگی۔ جیسی کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تھی۔ تاریخ اور مراسلات پر غور کرنے سے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سلطنت ایک پر امن اور بالکل **گورنمنٹ انگلشیہ** کا مبارک عہد تمام سلطنتوں سے بڑھکر **مفید** اور **امن بخش** ہے۔ جس میں **سلامتی** اور برکتوں کی بارش ہوتی ہے۔

اس لئے یہ امر کبھی بھی قرین قیاس نہیں کہ وہ **مسیح** یا مہدی جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دین کو تازہ کرنے اور اسکی بدعات کو دور کرنے آئیگا اور رسول آنحضرت صلعم کا سچا مقتدی اور متبع ہوگا۔ پھر ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ سلطان الوقت کو خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی بیدین ہو یا دیندار ظل اللہ سمجھکر اور ان کے اس کے خلاف کیوں کر کریگا اور پھر ایسی حالت میں کہ وہ عادل اور فراخ دل ہو جسنے ہر ایک قسم کی آزادی تبلیغ مذہب اور اشاعت اسلام کی

دے رکھی ہو۔ بلکہ جسکا مبارک عہد تمام عہدوں اور زمانوں سے زیادہ مبارک اور پُرامن ثابت ہو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ایسے مخالف مسلمان علماں کہاں کر اپنے تئیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر سچا عامل قرار دیکر نصرانیت سے مراد گورنمنٹ نصرانیہ لیتے ہیں۔ یہہ انکی غلط فہمی ہے۔ اور بڑی بھاری غلط فہمی ہے۔ چونکہ درمیانی طور پر یہہ امر قابل بحث آگیا ہے اسلئے ہم اسپر ہم ذرا وضاحت سے بحث کرکے پھر نفس مضمون کیطرف عود کرینگے۔ اس مقام پر اپنے مخالف مسلمانوں کو عموماً اور اپنی **مہربان** اور **عادل** گورنمنٹ کو خصوصاً توجہہ دلاتے ہیں۔ کہ اس شخص نے جو دنیا میں **عیسے مسیح** کے نام آیا ہو اور جسکا مشن دنیا کو ہر ایک قسم کی بدعتوں سے نجات دینا اور **صلح** اور **سلامتی** کے ساتھ دنیا میں سچائی کو قائم کرنا ہے کس خوبی اور خوش اسلوبی سے ان مقامات کو حل کیا ہے جو اپنے مقام پر جو اس مسلسل مضمون کے آخر میں ہوگا۔ بیان ہونگے۔ اللہ اللہ کیا ایسا **شخص** اور اسکی **جماعت** گورنمنٹ کی **بدخواہ** ہوسکتی ہے؟ جو یہ ظاہر کرے کہ ا! **دنیا کے بادشاہوں کو ان کی بادشاہیاں مبارک ہوں۔ ہمیں اُن کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں۔ ہماری آسمانی بادشاہی ہے۔**

اور جو کوئی **وکٹوریہ امن بخش**
اور **محفوظ** عہد پر فخر کرے۔ اور
مادر مہربان کے پرامن زمانہ میں
پناہ لے۔ یا وہ لوگ جو یہ خیال راسخ
کئے بیٹھے ہیں۔ اور اُس کی مخالفت
کو ایک راستبازی اور تقوی شعاری
کا کام جانتے اور کہتے ہیں کہ نہیں
یہ غلط ہے۔ بلکہ وہ **دولت**
اور **ملک کا خواہاں**
سلطنت کی ہوس
رکھنے والا امام
مسیح یا **مہدی**
کے نام سے آئیگا!
العجب ثم العجب
!!

(باقی آئندہ)

ولائتی چٹھی (از)

نمبر سوم

سلسلہ کے لئے دیکھو نمبر ۹

گوشت ہفتہ میں ایک بکری ذبح ہوتی ہے۔ اور ہم پانچ آدمی برابر حصہ کر لیتے ہیں۔ کیلا شکر قندی پپیہ کا پھل بہت ہیں۔ تقریباً انہی سرکاری گھرے اس جگہ پر ہیں۔ کمپالہ اچھی بستی ہے مگر ہر چیز بہت مہنگی ہے ایک بوٹ کی قیمت ۴ روپیہ۔ شکر ایک سیر ۸ روپیہ کی۔ دیا سلائی ہر کپڑا ایک روپیہ کا ایک گز۔

ہم ۳۰ جون ۱۸۹۷ء کو ممباسہ سے چلے تھے ۲۸ جولائی کو ہم **کوکویو** پہونچے (یہہ مقام ممباسہ سے ۳۰۰ میل پر ہے۔ اور اسی کے پاس بعض اقوام افریقہ نے اب انگریزوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ہے۔ جس کے لئے فوجیں ہند سے آرہی ہیں۔ اس مقام پر ریلوے کی بھی ایک سروس پارٹی ہے) چونکہ ہمارے راستہ کے علاقہ میں بیماری چیچک تھی۔ اس ۸ روز قرنطین میں رہے۔ (صاحبان انگریزی راستہ میں چوکیاں قائم کی ہیں۔ اون کو اس قسم اختیارات ہیں۔ اور اکثر سوداگران عاج کی حفاظت وصول محصول وغیرہ یہ چوکیاں کرتی ہیں۔) بعد ازاں قلعہ میں داخل ہوئے۔ **کوکویو** کے درمیان راستہ میں بے شمار شکار ہے۔ (کیونیری ممباسہ سے میل ہے) ہرن۔ گورخر۔ جنگلی بھینسے۔ گینڈے۔ نیل گائے۔ نگلوں کے گلے ہیں۔ فقط ایک گلہ گورخر میں ۳۰۰ گورخر تھے۔ شتر مرغ نہیں ہوتے۔ یہاں آکر ہمارے چاول اور شکر خلاص (ختم) ہوگئے۔ پھر یہاں سے کمپالہ تک سوائے جوار کے آٹے کے کچھ نہیں ملا۔ زیادہ گذارہ گوشت پر تھا۔ یہاں دودھ۔ دہی گھی۔ گنا۔ مکھن بکثرت ہیں۔ ممباسہ سے یہ جگہ ۵۰۳ میل ہے۔

یہاں سے آگے **مسائی** لوگ (ایک افریقہ کی جنگ جو سخت قوم) ہیں۔ اون کا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ یہہ لوگ پیشہ رہزن۔ بہادر۔ لڑاکے۔ اور مضبوط ہیں۔ بالکل ننگے۔ صرف کاندھے پر ایک کھال بکری کی چھوٹی سی رکھتے ہیں۔ بدن طرح طرح کے رنگوں سے رنگتے ہیں۔ ڈھال اور نیزہ ہر ایک کے ہاتھ میں ہے۔ خانہ بدوش ہیں۔ بھیڑ بکری گائے۔ ہر ایک کے پاس دو دو سو تین تین سو تک ہے۔ یہ لوگ مشرق کو **کب ویری** تک اور مغرب کو جھیل وکٹوریہ نیانزا تک لوٹ مار کرتے تھے۔ اور سینکڑوں آدمی اور قافلہ تباہ کر دیتے تھے۔ مگر اب ان کی طاقت بہ سبب انگریزوں کے آنے کے ٹوٹ گئی ہے۔ تاہم اب بھی اکیلے دوکیلے کو جان سے مار ڈالتے ہیں۔ یہاں پر بابو محمد بخش اور عبد الاحد سے ملاقات ہوئی (یہہ دونو صاحب ریلوے ملازم سروس کے لئے عرصہ ایک سال سے آگے گئے ہوئے ہیں۔ اور اوس طرف سے ممباسہ کو سروس کرتے واپس آرہے ہیں)۔

یہاں سے روانہ ہوکر ۱۲ دن کے بعد شمونی پہونچے۔ راستہ میں تین تین بڑی بڑی جھیلیں آتی ہیں۔ **نئے واسا۔ المنٹیٹا۔** اور **نکورو**۔ مذکورۃ الآخر جھیل کھارے پانی کی ہے۔ شمونی تک بالکل جنگل ہے۔ یہہ جگہ بہت سرد ہے۔ اور سطح سمندر سے ۸۵۰۰ فیٹ اونچی ہے۔ یہاں سے چل کر ایسے گنجان جنگل میں داخل ہوگئے۔ کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ۵ دن تک برابر اندھیرے میں چلتے رہے۔ بڑے بڑے درخت جو آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ سورج کی روشنی نہیں دیکھنے دیتے۔ بے شمار نہریں ان درختوں میں بہ رہی تھیں۔ جنگل سے نکل کر پانچ دن کے بعد **نانڈی** میں داخل ہوئے۔ یہاں ڈاکٹر خدا بخش مقیم ہے۔ (یہہ ایک بنگالی ڈاکٹر ہیں۔ اول ریلوے میں تھے۔ لیکن بعد ازاں ان کی سروس سول محکمہ میں ہوئی۔ اور یوگنڈا گئے)..... مصالحہ کا نام یہاں عنقا ہے۔ صرف مرچ و نمک بطور تحفہ کے سمجھا جاتا ہے۔

نانڈی سے چل کر یوگنڈا تک ملک آباد ہے۔ کوبدندو (راستہ میں کسی بستی کا نام) میں مرد و عورت بالکل مطلق مادر زاد ننگے ہیں۔ .... میں نے ذکر نہیں کیا مسائی عورتیں (جس قوم کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) کھال کا کپڑا ایک کمر سے گھٹنے تک اور دوسرا کندھوں پر رکھتی ہیں۔ زیور اون کا لوہے کی بے شمار تاریں ہوتی ہیں۔ پنڈلیوں میں۔ گھٹنے سے لے کر ٹخنے تک کندھے سے لے کر ساعد تک موٹی تار کا جوڑا۔ اور پھر باریک زنجیریں (لوہے اور پیتل کی) کوئی تینتیس یا چالیس گلے میں ڈالے ہیں۔ گورنگ کی **سیاہ** ہیں۔ مگر ممباسہ والوں سے خوبصورت ہیں۔

غرضکہ دو اکتوبر کو ہم وکٹوریہ نیانزا کے کنارے پر پہونچے بہت بڑی جھیل ہے۔ پونٹ پر [illegible] Steam Launch ایک چھوٹا دخانی جہاز۔ ٹوٹی ہوئی تھی۔ اس لئے ہم اس کے کنارہ کنارہ شمال مغرب کو روانہ ہوئے۔ ۶۔ دن کے بعد **اوسوگا** کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ جو علاقہ یوگنڈا کا ایک حصہ ہے۔ بہت زرخیز ہے۔ کیلا بے شمار ہے۔ ۳۔ دن تک ہم چلتے رہے ہیں۔ اور دوسری چیز نہیں دیکھی۔ پہاڑ پر ٹکڑے ہو کر دیئے سے تمام ملک سرسبز اور باغ کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

اوسوگا کی چھاؤنی جھیل کے عین کنارہ پر ہے۔ یہاں ایک خلیج ہے۔ جو ہم نے کشتیوں میں بیٹھ کر عبور کی یہاں سے دریائے نیل نکلتا ہے۔ دوسرے کنارہ پر یوگنڈا کا علاقہ ہے۔

۱۳۔ اکتوبر کو کمپالہ دارالخلافہ یوگنڈا میں داخل ہو۔ یہاں سب گھر گھاس کے ہیں۔ قریب ۲۰ کے ہندی استری ہیں۔ اور ایک کمپونڈر ہے۔

دو ہندو ڈاکٹر ایک علاقہ بوڈو میں جو جھیل کے مغربی کنارہ پر ہے۔ اور دوسرا **لوریٹ** ایا سس میں جو یہاں سے دو دن کا راستہ ہے جھیل پر انگریزی بستی ہے۔ کمپالہ سے لے کر سندی تک راستہ بہت قریب ہے ریگار ۱۰ ارفیٹ اونچی ہے۔ اور پانی بے شمار بعض جگہ گھٹنے تک بعض جگہ گھٹنے تک ...... غرضکہ بڑا بھاری جنگل ہے۔ اور بے شمار ہاتھی اسمیں ہیں۔

تمام ہاتھی دانت جو ممباسہ۔ زنجبار۔ باگامویو۔ دارالسلام کو جاتا ہے۔ یہاں سے ہی جاتا ہے۔ سب سوداگر پہلے یہاں دفتر میں محصول داخل کرتے ہیں۔ پھر ان کو اجازت ملتی ہے۔ پرسوں ایک دانت وزن میں ایک سو بیس پونڈ یعنے ساٹھ سیر کا نکلا۔

سنا ہے کہ پنجابی پلٹن یوگنڈا کو آرہی ہے خدا وہ وقت جلد لاوے ......۔ فقط۔

ہمارے دوست رحمت خاں کے اور بھی خطوط حالات سے پر ہمارے پاس ہیں انشاء اللہ تعالیٰ روانہ کئے جائیں گے۔

سمن (خطبہ)

جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے ۱۵ اپریل کو دیا

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین۔ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعہدی اوف بعہدکم وایای فارھبون وامنوا بما انزلت مصدقا لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ ولا تشتروا بایتی ثمنا قلیلا وایای فاتقون ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون واقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وارکعوا مع الراکعین اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب افلا تعقلون واستعینوا بالصبر والصلوۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیہ راجعون

سورہ فاتحہ یعنے الحمد شریف جو ہم کو اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے۔ اوس میں اسی امر کی بڑی بھاری اور ضروری تعلیم دی ہے۔ کہ ہم اون لوگوں کی راہ تلاش کریں۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوئے ہیں۔ ہمیشہ اہدنا الصراط میں پڑھی عمر کی ضرورت ہے اور سچ تو یہ ہے۔ کہ جو بات تجربہ کے معیار پر کامل العیار ثابت ہو چکی ہے۔ اوس سے بہتر دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ عربی زبان میں ایک عام ضرب المثل ہے۔ **سل المجرب ولا تسل الحکیم**۔ تجربہ کار سے دریافت کر نہ حکیم سے۔

اللہ تعالیٰ اہدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کر کے صراط الذین انعمت علیہم میں اوس اندیشہ اور وہم کو دور کرنا چاہتا ہے۔ جو کسی ویسی ہی اور نامعلوم بات پر عمل درآمد کرنے سے پیشتر ذہن میں گذر سکتا ہے۔ کہ وہ راستہ ایسا اوپرا نہیں۔ کہ کوئی اوس پر کبھی چلا ہی نہ ہو۔ نہیں نہیں بلکہ وہ راہ ایسا معروف و مشہور عام ہے۔ کہ ہزاروں ہزار منعم علیہم اوس پر چلے اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اوس راہ پر چلنے والوں پر کس قدر آلہی فیضان ہوا۔ فی الحقیقت یہ بات قرآن کریم اور صرف قرآن کریم ہی کو حاصل ہے۔ اور یہ بزرگی اور امتیاز اوسی سے مخصوص ہے۔ کہ وہ ایسی باتوں کو جو خدا تعالیٰ کی رضامندی اور ناراضی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایسی بداہی باتوں میں اون کو پیش کرتا ہے۔ کہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی اون کو سمجھ سکتا ہے۔ اور اس سے بہتر اور آسان ذریعہ سمجھانے کا ممکن ہی نہیں۔ جیسے اگر ادویات کی تاثیریں اور خواص اس طرح بتلائے جاتے کہ اون کی توضیح اور تشریح میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں ہی لکھی ہوئی ہوتیں۔ اور کوئی ایک آدھ آدمی بھی تجربہ کر کے اوس پر گواہی دینے والا نہ ہوتا۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کبھی بھی یہ کام انسانی طبیعت کے قبول کرنے کے لائق ہو سکتا۔ ٹھیک اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے نسخے الفاظ تک ہی محدود رہتے۔ تو اون کا کمال اور حسن ظاہر نہ ہوتا جیسا اب ہوتا ہے۔ وہ لوگ کس قدر ظالم اور بخیل ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے احسان عام اور فیضان کو مختص کرنا چاہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام[1] کو ایک نمونہ قرار دے کر بھی اس امر واقعی کا انکار کرتے ہیں۔ کہ کوئی دوسرا اس راہ پر چل کر وہی فیضان اور فیض نہیں اٹھا سکتا۔ کس قدر غلطی اور کیسی شرمناک غلطی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ زید تو ایک راہ پر جو لاہور کو جاتی ہے۔ چل کر لاہور پہونچ جاوے۔ اور بکر اوسی راہ پر چل کر نہ پہونچ سکے۔ ایسے خیالات خدا تعالیٰ کے فیوضات کے انکار کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔

پس قرآن کریم نے خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے جو راہ تعلیم کی ہے۔ وہ راہ ایسی نہیں بتلائی۔ کہ جس پر کوئی کبھی کوئی چلا ہی نہ ہو۔ نہیں۔ بلکہ اوس کی بابت ہزارہا تجربہ کرنے والوں کے پاک نمونے ہر زمانے ہر ملک اور ہر قوم میں گذرے ہیں۔ دور جانے کی بات نہیں۔ اوس مقدس راہ پر چل کر فائز المرام ہونے والا تجربہ کار تو دم میں سے آیا۔ اور تم میں بیٹھا ہوا اوس صداقت کا زندہ ثبوت ہے۔ قرآن نے جو راہ اختیار کی ہے۔ وہ راہ ایسی راہ ہے۔ کہ دنیا کی کسی قوم کو نہیں سوجھی اور سوجھتی کیونکر یہ انسانی عقل۔ انسانی ارادے اور ذہنی سمجھ کا کام نہیں۔ یہ تو آسمانی نور کی رہبری اور ہدایت کا کرشمہ ہے۔ قرآن نے دو فریق پیش کئے ہیں۔ ایک فریق کہتا

---

[1] جن کے وجود اوس مقدس راہ کے تجربہ کاروں کے پاک نمونے ہیں جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ کا خاص مقصد ہے۔ ایڈیٹر

ہے۔ کہ ہماری تمام باتیں اپنے ہوا و ہوس کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کریم کی رضا جوئی کے لئے ہیں۔ اور اوس کے ہی پاک منہ سے نکلتی ہیں۔ اور اوس مرکے ثبوت میں یہہ کہا ہے کہ دیکھو! ہم ایک عاجز انسان ہیں۔ ہماری جماعت کوئی قوی جماعت نہیں بالکل مسکین اور مجہور القوم انسان ہیں۔ پھر اس پر بھی تم دیکھ لوگے۔ کہ تمہارے زور آور حملوں

میں ہم ہی کامیاب ہوں گے! حقیقت میں یہہ بات کہنے والا فریق دنیا کے اسباب کے لحاظ سے ایک نہایت ہی ضعیف اور کمزور فریق ہوتا ہے جسکو دیکھ کر ہر ایک دنیادار معاً یہہ بول اٹھتا کہ یہ آج نہیں کل ہلاک ہو گا۔ اس کی ہستی ہی کیا ہے۔ اوس پر ہر ایک نے اپنے ترکش کے تمام تیر خالی کئے۔ جو جو کسی کے پاس تھا اوس کی مخالفت ہی میں صرف کیا۔ مگر ایک لمبی دوڑ ایک مدت کا مقابلہ بتلا رہا ہے۔ کہ باوجود اس قدر کمزوری اور بے سروسامانی کے یہہ فریق اپنے زبردست حریف پر جو ہر طرح سے نظر بر اسباب غالب تھا اس قابل تھا۔ کہ بامراد ہوتا۔ مظفر اور منصور ہوتا ہے۔ اور دنیا دیکھتی ہے۔ کہ ایک عاجز انسان کیونکر ایک قومی جماعت کو زیر و زبر کرتا۔ اور اون کے منصوبوں کو پاش پاش کرکے فتح پاتا ہے۔ الا یہہ نظارہ ایک غور کرنے والے دل کے لئے ایک عجیب نظارہ ہو اس طرح نظر آ گیا ہے۔ بات یہہ ہے۔ کہ اون کی ہر قدم پر کامیابی ہر پہلو میں اون کی فتح یہہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ کی چمکار دکھلاتا ہے۔ اور یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ ایک غیب الغیب نصرت اون کے شامل حال ہے۔ اس سے یہہ بات تجربہ میں آگئی۔ کہ جس طریق پر یہہ لوگ زندگی بسر کرتے ہیں وہی طریق کامیابی کا سچا ذریعہ ہے۔ وہ کامیابی کی راہ ہے وہ خدا نے کرنے والا طریق وہی ہے۔ جو سورۃ فاتحہ میں

ارحم الراحمین خدا نے تعلیم کیا ہے۔ اس دعا کے اندر ایک ایسی خاصیت ہے۔ کہ دقیق در دقیق خاصے اوس میں شامل ہیں۔ رذیلہ صفات دور ہو کر اون کی جگہ صفات حمیدہ لیتی جاتی ہیں۔ اور جوں جوں قدم آگے بڑھتا ہے۔ ایک نیا سرور نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اس قدر احتظاظ اور لذت ملتی ہے۔ کہ بے اختیار ہو کر قدم آگے کو پڑتا ہے۔ اور یہہ بات ایک مشہود امر کی طرح محسوس ہونے لگتی ہے کہ بس ہر میدان میں نتیجہ ہی فتح ہے۔ اوس کے بالمقابل ایک اور وجود دکھایا ہے۔ جو اس راہ پر نہیں چلنا چاہتا۔ اور وہ غوں راہ پر کہ چلتا اور ٹھوکر کا پتھر بنتا ہے لیکن نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ ہر جگہ نامرادی کلفت اور رنج کے خوف اک

اور ناقابل برداشت پہاڑ اوس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ پامال اور افسردہ جاتا ہے۔ اور نہیں چل سکتا۔ آخر فنا ہو کر اپنے مقابل مقدس حریف کی صداقت پر مہر کر دیتا ہے۔ اس قسم کے مقابلہ کا تاریخ پتہ بتلا سکتی ہے کہ جب سے انسانی ہستی کا نشان ملتا ہے اسی وقت سے یہ مقابلہ ہر آن ہوتا رہتا ہے۔ اور ہر دم یہ اٹل قانون نظر آتا ہے کہ یہ قوم مظفر و منصور ہوتی چلی جاتی ہے اور مخالف ناعاقبت اندیش مخالف اپنی ہلاکت کا موجب ہوتے جاتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ایسے گرتے ہیں کہ دنیا اُن کو نگل کر ہمیشہ کے لئے نام و نشان تک کھو دیتی ہے۔ غرض تو سورۃ فاتحہ میں خدا نے ایک منعم علیہم کا گروہ بتلایا ہے اور نماز میں فرض کیا کہ اُسی راہ کے لئے پوری تڑپ اور سوزش ظاہر کی جاوے۔ نہ لفظاً اور عرفاً بلکہ روح میں ایسا گداز پیدا ہو کہ وہ اُس سچی تڑپ سے آثار عین الیقین کی طرح دیکھے۔ کیونکہ یہ راہ ایک تجربہ شدہ ہے۔ یہ راہ بیابان کی راہ نہیں جہاں آبادی کا نشان نہیں اور کسی قافلے یا کارروان کا نقش پا نہیں بلکہ اس پر ہزار ہا نقش پا موجود اور زندہ نشان میل اور فرسنگ نظر آتے ہیں جو اپنی عملی حالت سے دکھاتے اور عملی زندگی سے مشاہدہ کراتے ہیں کہ وہ فائز المرام کرنے والی راہ کے زندہ نشان ہیں۔ فی الجملہ سورۃ فاتحہ میں جو راہ بتلائی گئی ہے یہی ایک راہ ہے جو سلامتی اور کامیابی کی راہ ہے اور اُس کے خلاف چلنا نامراد رہنے کا نشان اور ہلاکت کا سامان بہم پہنچاتا ہے اور یہ امر دعوے ہی دعوے نہیں جس طرح حقائق الاشیاء کا علم تاوقتیکہ تجربہ اور مشاہدہ صحیحہ اس کے ساتھ نہ ہو محض ایک خیالی امر قرار پا سکتا ہے اُسی طرح اس راہ کی صداقت کے لئے شواہد موجود ہیں۔ یعنی جو اُس پر چلے اور فائز المرام ہوئے اور جو خلاف چلے اور نابود ہوئے۔

اور سورۃ البقر کے سورۃ الفاتحہ کے بعد شروع ہونے کی فلاسفی یہی ہے۔

سورۃ فاتحہ میں ایک دعوے پیش ہوتا ہے اجمالی رنگ میں۔ سورۃ البقر اس کی دلیل ہے اور تفسیر۔

وہ انعمت علیہم جن کی راہ کی ہدایت ہوتی ہے کون تھے؟ اور اُن پر کیا انعام ہوئے کس طرح خدا کے فضل نے اُن کو اپنے سایہ میں لیا؟ پھر مغضوب علیہم کون تھے؟ اور اُن کی راہوں سے بچنے کی فکر کیونکر نمونہ کو دیکھ کر کی جاتی ہے۔ ان ساری باتوں کا بیان سورۃ البقر میں جس کا میں نے ایک رکوع پڑھا ہے نہایت شرح و بسط سے فرمایا ہے۔ پس ان باتوں پر غور کرکے ایک سچی تڑپ اور سچے جوش سے انعمت علیہم کی راہوں پر چلنے کی دعا مانگنی چاہئے اور مغضوب علیہم کی راہوں سے بچنے کی توفیق مانگنی چاہئے تاکہ ان مخوف بیابانی سے بچ کر انسان منزل مقصود کو پہنچے۔

اب اس مقام پر انعمت علیہم اور مغضوب علیہم کا ذکر چھیڑ دیا ہے تاکہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا پتہ لگے اور بصیرت کے ساتھ معلوم ہو جیسا میں نے بیان کیا ہے اللہ تعالےٰ نے اپنی رضا کے راہوں کے لئے انبیاء علیہم السلام کی قوم بنائی ہے۔ اُن کے چال چلن کو دیکھ کر تفتیش اور تحقیق کی ضرورت نہیں کیونکہ جس راہ پر وہ چلے اُس راہ پر چلنے کا نتیجہ اُن کی صریح کامیابی ہے۔ بالمقابل بنی اسرائیل مغضوب علیہم ٹھہرگئے۔ مغضوب علیہم جب ہی ہوتے ہیں۔ جب انعمت علیہم کی راہیں دکھائی جاویں۔ مجرم تب ہی ہوتا ہے جب قانون شائع ہو۔ پھر اُس کی خلاف ورزی اس مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل قیامت تک ایک نمونہ ٹھہر گئے۔

جب انسان سورۃ فاتحہ پڑھے تو انعمت علیہم پر ٹھہر کر بنی اسرائیل کی اُس حالت پر غور کرے جو سورۃ البقر میں مندرج ہے۔ اور کانپتے ہوئے دل سے سوچے کہ انعمت علیہم کے ساتھ ہی مغضوب علیہم کی راہ بھی ہے جو ہلاکت کا کھلا کھلا راستہ ہے اور اُس سے بچنے کے لئے چیخ چیخ کر فریاد کرے اور دعا مانگے۔ ؎۱

نوٹ ؎۱۔ انسان کی فطرت میں یہ اضطراری حالت واقع ہے کہ جب وہ کسی تکلیف یا مصیبت کو سامنے دیکھتا ہے تو چلاتا اور شور مچاتا ہے۔ بظاہر اُس چیخ پکار سے کوئی فائدہ مترتب ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا لیکن نفس الامر میں اُسی شور و پکار اور نالے فریاد میں تسلی اور اطمینان کی روشنی کی جھلک سی دکھائی دیتی ہے اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ مصیبت کے آنے پر بے اختیار انسان رو پڑتا ہے۔ پس شیطان رجیم چونکہ ہر آن انسان کے بہکانے کی فکر میں لگا رہتا ہے اور انعمت علیہم پڑھتے ہی مغضوب علیہم کا نظارہ پیش نظر آجانے سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان کی ٹھوکر سے ہوشیار اور خبردار ہو کر چلے اور سورۃ الفاتحہ کی اس ترتیب میں ہم کو یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ اگر انعمت علیہم کی راہ کا ذکر ہوتا (دیکھو صفحہ ۶)

یہ خدا کا فضل اور احسان ہے کہ اُس نے قرآن جیسی محکم کتاب ہم کو عطا کی جو معرفت کے مشکل سے مشکل مسائل کو آسان لفظوں میں حل کر دیتی ہے۔

اے اسرائیل کے بیٹو! میری نعمت کو یاد کرو۔ میں نے اپنے رسول تمہارے پاس بھیجے۔ عمدہ کھانے کھانے۔ ٹھنڈا پانی پینا اور شاندار لباس پہن لینا یہ کیا چیز ہے بڑی نعمت آلٰہی یہی ہے کہ خدا کے فضل کے نمونے اور اس کے فرستادے پیدا ہوں جن کی راہوں پر چل کر ابدی روٹی ملی۔ ابدی آسایش کا سامان میسر آئے۔ میری نعمت کو یاد کرو۔ میرے عہد کو تم پورا کرو۔ میں اپنا عہد پورا کروں گا۔ اور اس عہد کے پورا کرنے میں کوئی لالچ عہد شکنی پر مجبور نہ کرے۔ اس آیت میں **مغضوب علیھم** کی پہلی خصلت معلوم ہوتی ہے اور یہ پتہ لگا کہ **مغضوب علیھم** منعم کے سایہ میں ہوتے ہیں۔ انعام آلٰہی کی سچی قدر نہ کرنا اُس کے غضب تک پہنچا دیتا اور **مغضوب علیھم** کی فہرست میں داخل کر دیتا ہے۔ اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ پہلی بیماری جو غضب الٰہی کو کھینچ لاتی ہے اُس کے عہد کو توڑنا ہے۔ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے نازل کیا یعنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر۔ اور یہ ایمان ایسا نہیں کہ تم اس کی نسبت شکایت کر سکو کہ کوئی بدعت ہے اور صحف سابقہ میں اس تعلیم کی کوئی نظیر نہیں بلکہ یہہ وہی تعلیم ہے جو کامل اور مکمل ہو کر دنیا میں آئی ہے اور تمہارے انبیاء کی تعلیم اور پیشگوئیاں جو ادھوری اور محتاج تصدیق و تکمیل تھیں ان کی تکمیل و تصدیق کے لئے آیا ہے اور حق کے ساتھ آیا اور حق لیکر آیا اور وقت پر آیا ہے۔ اس کے معنے اگر سمجھنے ہوں۔ تو ہمارے پاس چابی موجود ہے۔ ہمارے امام نے کہا کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ احمقوں نے کہا کہ کیا نشان ہے قطع نظر اس کے کہ نشان موجود ہیں۔ نشان کی ضرورت تب ہوتی اگر قرآن کے خلاف کوئی سلسلہ قائم ہوتا۔ امام موعود تو بار بار یہی کہتا ہے۔ کہ میں تو قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لیے آیا ہوں۔ اُس مقدس تعلیم کی روشنی پھیلانے اور اغلاط کو برباد کرنے آیا ہوں۔ غور کرنے والا سوچ سکتا ہے کہ یہ انوکھی بات نہیں ہو سکتی اس لیے ضروری تھا کہ اس دعوے کو بلا حجت مان لیتے۔ دیکھو تم اس سنت سے واقف ہو کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام جب آئے ہیں تو اول نمونہ کفر کا ان عالموں ہی نے قائم کیا ہے حقیقت میں **اوّل کافر به** کے معنی یہیں کہ علماء جو سندوں اور صحاح کو پیٹ میں رکھنے والے ہیں۔ جب یہ تکفیر کرتے ہیں تو پھر عوام ان کے مقلد ہو جاتے ہیں۔ **اول کافر به** میں سمجھا دیا ہے کہ تمہارا حق تو یہہ ہے کہ تم **اول مسلم به** ہو۔ تم تو اس سنت سے واقف اور خوب ماہر ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت میں مجدد ہوں گے میرے دعوے سے حضور کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے اور تم خوب واقف ہو اور قرآنی عزت اور کلمہ کے بلند کرنے کا دعوے کرتے ہو تم کو چاہیے تھا کہ تم ایسی ہٹ دھرمی نہ جانے کہ لوگ گمراہ ہو جاتے اور خدا کے فرستادہ کا انکار کر کے ہلاکت کی راہوں میں جا پڑتے۔ میں بہت سوچتا ہوں۔ زنا ایک گناہ ہے۔ جس سے زمین پھٹتی اور آسمان پھٹتا ہے۔ مگر **مغضوب علیھم** میں شامل کرنے والا گناہ اُس سے کہیں زیادہ بدتر ہے۔ زنا کی وجہ سے جو آتشک ہو جاتی ہے وہ دو دو چار چار پشتوں کو تباہ کر کے پھر صاف ہو جاتی ہے۔ مگر جو گناہ مغضوب علیہم کے پیچھے آج تک ہاتھ دھو کر پڑا ہے اور قیامت تک پیچھا چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ وہ راستبازوں کی چلتی ہوئی گاڑی میں روڑا اٹکا دینا ہے اور ان کے کام میں ایک روک ڈالنے کا موجب بننا۔ اور بہتوں کے لیے ٹھوکر کا پتھر ہو کر رہنا ہے۔ یہ قیامت تک برا نمونہ ہے۔ بنی اسرائیل ہی کو دیکھو کہ ایک قوم ہے جو ایک وقت اُس کی یہ حالت تھی کہ خدا کے فضل اُس پر اس قدر تھے کہ شمار میں نہ آسکتے تھے اور پھر غضب الٰہی کا پہاڑ ان پر ایسا ٹوٹا ہے کہ اُنہیں پیس کر ہی رہا۔ کیوں؟ خدا کے فرستادوں اور ماموروں کو جو دنیا کا نور اور روشنی کے فرشتے تھے ان ناعاقبت اندیش بہشت کے ٹھیکہ داروں نے اپنے علم و فضل کے گھمنڈ میں تاریکی کے فرشتے ثابت کرنے کی کوشش کی یہ لوگ ہیں جو خدا سے جنگ کرتے ہیں اور اُس کی راہوں میں پتھر ڈالنے والے ہیں۔ یہ انکار کا گناہ۔ یہ تکذیب کا جرم ایسا متعدی ہے کہ نسل در نسل پیچھا نہیں چھوڑتا اور اس کا وبال اور نکال ایسا سخت اور نہ ٹلنے والا ہے کہ قیامت تک ذلیل کئے جاتا ہے۔ ان تکفیر کا فتوے تیار کرنے والوں نے وہی راہ اختیار کی ہے انہوں نے ایک نور کے فرزند اور روشنی کے فرشتے کو تاریکی کا خوفناک ہوّا اور ڈراونی شکل کا غول بیابانی اور اندھیرے کا جن دکھلایا ہے اُنہوں نے اُس کفرنامہ میں ایک مامور کے مقدس خط و خال ایک بھونڈی شکل میں دکھائے ہیں۔ کہ جب اگلی نسل کے پاس جاوے تو وہ اُس مامور کو جس کو خدا نے نور کر کے بھیجا ہے ایک ہوّا اور جن سمجھ کر ڈر جاویں اور اُس سے دور بھاگیں کس قدر عظیم الشان ظلم اور شرارت ہے۔ کیسی دل کو ہلا دینے والی خوفناک مکروہ حرکت ہے۔ اسکا فکر نہیں کہ اُنہوں نے تکفیر کی۔ یہ رنج نہیں کہ ایک ملہم اور خدا کو ستایا گیا۔ یہ تو سنت اللہ چلی آئی ہے رنج اور فکر کی تو یہ بات ہے کہ ان اندھوں کو تو علم دیا گیا تھا سمجھ اور فکر سے بہرہ وافر ملا تھا + اُنہوں نے اسی راہ اوروں کی ٹھوکر کے لئے کیوں طیار کی۔ پس جب **غیر المغضوب علیھم** پڑھا جاوے تو کانپتے ہوئے دل اور لرزتے ہوئے لبوں سے اس ابدی جہنم کی راہ سے بچنے کے لئے دعا کی جاوے کہ اے خدا ان لوگوں کی راہ سے بچا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۔ اور اس کے ساتھ ہی مغضوب علیہم کی راہ کا ذکر نہ ہوتا تو وہ ایسی ہی چیز اور مطلب بار نہ ہوتی بلکہ اسکے ضمن میں ہم اس اعتراض کا جواب بھی پا سکتے ہیں جو اس موقع پر کوئی شخص یہ کہہ کر کر سکتا ہے کہ انعمت علیہم کی راہ کی ہدایت کافی تھی اس لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ غیر المغضوب علیہم و لا الضالین۔ اس ترتیب سے یہ پتہ لگتا ہے کہ انعمت علیہم کی راہ دراصل ایک ایسی راہ ہے جو مغضوب علیہم اور والضالین کے بیچ میں سے ہو کر گذرتی ہے یعنے ایک طرف تو مغضوب علیہم کی راہ ہے جو تاریکی اور ذلت کے گڑھے کی طرف لئے جاتی ہے اور دوسری طرف والضالین کی خوفناک راہ ہے جو ہلاکت کی اندھیری اتھاہ اور تاریک کوٹھڑیوں میں پہنچاتی ہے اور انکے بیچ سے ہو کر انعمت علیہم کی راہ ہے جو بظاہر کٹھن اور سخت راہ ہے لیکن حقیقت معراج اور صعود کی راہ ہے جو علیین تک پہنچاتی ہے اور قرب الی اللہ کرتی ہے پس اس راہ پر چلنے کیلئے انسان کو جہاں ایک طرف مستعد کمر باندھنی چاہیئے اُس کیساتھ ہی ایک بڑی بھاری ضبط سے کام لینا چاہیے + اور اسی لئے انعمت علیہم پر پہنچ کر سالک کے دل میں ایک بڑی گھبراہٹ اور اضطراب ہوتا تاکہ ایسا نہ ہو ذرا سی بے احتیاطی اور بے فکری سے ان خوفناک راہوں سے کسی ایک میں جو اسکے تحت میں دونوں طرف واقع ہیں گرا کر تباہ کر دے لہذا ایک سچی تڑپ اور گداز روح سے اس مقام پر پہنچکر دعا مانگنی چاہیئے ہماری ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ سالک راہ نجات کیلئے کٹھن اور صعب ترین منزل یہی ہے اور یہی وہ مقام ہے جسمیں سالک متقی کہلاتا ہے جیسے متقی کیلئے بڑی احتیاطوں کی ضرورت ہے اسیطرح سورۃ الفاتحہ پڑھنے والے داعی کیلئے کیونکہ انعمت علیہم کی آرزو کرنے والا انسان الٰہی اتقا کے درجہ پر ہوتا ہے۔ اور فلاح اور نجات کی منزل پر تب پہنچتا ہے جب منعم علیہم کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے پھر اُسے معراج حاصل ہوتا ہے اور یہ وہ مقام ہوتا ہے جہاں تنزل علیہم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون کا درجہ ان کو ملتا ہے پھر ایک قسم کی گھبراہٹ اور خطرہ سے وہ دار الامان میں ہوتے ہیں اور پوری تسلی اور تسکین ملتی ہے۔ غرض انعمت علیہم کی راہ پر قدم مارنا دراصل پل صراط ہے اور اس کی حقیقت ہمارے ذہن میں صراط المستقیم ہے جو نازل الہام ہونے والے سالک کو گذرنی پڑتی ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ ایڈیٹر

جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور ساتھ ہی اس امر کو ذہن میں رکھو۔ کہ یہ مغضوب کون تھے اور کیوں ہوئے؟ -

وقت چاہتا تھا کہ کوئی نازل ہو۔ زمین پکار پکار کر کہتی تھی۔ کہ آسمان کے دروازے کھلیں۔ تقوی اور طہارت اٹھ گئی تھی۔ مگر افسوس کہ خدا کی ذات اور صفات کے مقابلہ میں حیا و شرم شیر مادر کی طرح پی گئے ایک شخص اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آیا جس نے زمین کو دہائی دینے پر مجبور کیا تھا تمہارا کیا بگڑا۔ کیا کوئی نماز کم ہو گئی؟ کیا قرآن کا کوئی حصہ کم ہوا؟ کیا ذوق شوق کم ہو گیا؟ پھر اسے تکفیر بازی کرنے والے گروہ مولویاں تم اول کافر بہ کیوں مت ہو میرے نشانوں کے عوض میں تھوڑا مول نہ خرید و۔

یہ دنیا اور ما فیہا آسمان اور زمین بھی الٰہی آیات کے بدلے ثمن قلیل ہے۔ محمد رسول اللہ کے بدلے دنیا نہ خرید و۔ رسول اللہ کی پیشگوئیاں آیات بینات کی صورت میں پوری ہو چکی ہیں جو حضور کی کامیابی پر ایک روشن دلیل ہیں اور حضور کی کامیابی اور رفتار گفتار میں اگر وہ شخص جھوٹا ہوتا تو کیا مکہ کے ۱۳ برس اس کے لئے کافی نہ تھے کیا خیال آسکتا ہے کہ کہ ایک تن تنہا یتیم ایک زبردست قوم کا مقابلہ کرے اور خدا کے سہارے اور ہاتھ کے سہارے بغیر وہ مظفر و منصور ہو جاتے کیا انسانی ذہن اور تدبیر کوئی ایسا نمونہ قائم کر سکتا ہے۔ اب اتنی لمبی رفتار اور دوڑ میں اس قدر قرائن قوی تمہارے ہاتھ میں آگئے ہیں کہ تم کو بجز اس کے چارہ نہیں کہ تم اسی راستباز اور ماموری اللہ مان لو مگر دنیا کا لالچ روکتا اور سد راہ بنتا ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ یہی دنیوی لالچ جو آیات اللہ کا ثمنا قلیل ہے خدا کے غضب کو کھینچ لاتا ہے یہی حال اب تک چلا جاتا ہے۔ نشان پر نشان دیکھتے ہیں لیکن انکار کے گڑھے سے نہیں نکلتے پر نہیں نکلتے۔

ایک مولوی صاحب سے پوچھو کہ متوفی کے معنے عام طور پہ مر گئے ہیں وہ روح اور راستی سے جانتا ہے کہ اس کے یہی معنے ہیں لیکن چونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ بھی موعود کے نشانوں میں سے ایک نشان ہو گیا ہے اس لئے انکار کرتا ہے۔ اور رکیک اور بالکل بے معنی تاویلیں کرتا ہے۔ ہاں اگر موعود نہ آیا ہوتا تو کوئی [illegible] موعود کے مرنے چونکہ توفی کے معنے [illegible] موعود کے [illegible] سے اس سے مولوی [illegible] کا دل اگر دنیا اجازت نہ دیتا کہ موت کے معنے کرے۔ انما بڑا انسان جو قیامت تک ایک نمونہ ہو [illegible] نشان تو ہم معنی [illegible] سمجھے

مگر سنت اللہ یونہی ہے اور یونہی چلی جائے گی۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق و انتم تعلمون حق کو باطل سے ملاؤ۔ اور حق کو چھپاؤ نہیں تم تو عالم ہو جانتے ہو اب حق کو باطل سے ملانے کے لئے بھی دیکھ لو۔ اور اس کی تفسیر کے لئے غور کرو کہ **یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی** میں قرآن حکیم نے جو ترتیب ازلی اور حکیمانہ رکھی ہے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نہیں نہیں یہ ٹھیک نہیں معاذ اللہ خدا سے غلطی ہو گئی۔ اللہ اللہ کس قدر بیباکی اور شوخی ہے۔ ناتوان انسان کہاں قدم مارتا ہے اور کس مقدس ذات کی شان میں لب کشائی کرتا ہے کیا یہ ہنسی کی بات نہیں؟ دیکھو کیونکر حق سے باطل کو ملا دیا۔ **وانتم تعلمون** یہ لفظ خدا کے غضب کو کھینچنے والے ہیں۔ روحیں خوب جانتی ہیں کہ ہم بے ایمانی کرتی ہیں۔ دعوے کرنے والا سچا ثابت ہوتا ہے مگر جان بوجھ کر گواہی نہیں دیتے اب بیرونی ثبوت دیا۔ **واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین**۔ جس جماعت کی شمولیت کا حکم دیتے ہیں یہ خدا کے فرمانبرداروں کی اعلیٰ جماعت رسول اللہ کی جماعت ہے۔ مگر **اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم**۔ لوگوں کو تو تم حکم دیتے ہو۔ کہ ہر ایک انسان سے نیکی کرو مگر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کی جماعت کے ساتھ خود یہ سلوک کرنا چاہئے۔ کہ غیظ و غضب و سب و شتم کر کے رکھ دیا جاوے اور کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا باقی نہ رکھا جاوے۔ **وانتم تتلون الکتٰب** تم تو کتاب اللہ میں پڑھتے ہو مگر انسان جب تک اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہ نکالے دوسرے کی آنکھ کا تنکا کب نکال سکے گا پھر آخر کار نمونہ بھی دکھایا اور الٰہی کتابوں اور اسکی دائمی سنت کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اس کے بعد فیصلہ حق و باطل کا عجیب ذریعہ بتایا کہ تم دعاؤں اور روزوں کے ساتھ راتوں کو اٹھ اٹھ کر گڑگڑا کر دعائیں مانگو کہ اے مولا کریم ایک شخص کہتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں۔ ہم تیری رضا کے خواہشمند ہیں اگر وہ سچا ہے تو تو اطمینان اور سکینت عطا کر اور خواب یا کشف کے ذریعے اس کی سچائی ہمارے دل پر ظاہر کر دے اور دل کو ٹھیک طرف متوجہ کر دے ٹھیک اسی مضمون اور منشا کو پورا کرنے والا اشتہار ہمارے امام کی طرف سے شائع ہوا اور میں سچ کہتا ہوں کہ طالب حق کے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی نشان اور آیت کی ضرورت نہیں وہ کافی تر تھا۔ رات کے اندھیرے میں تاریک کوٹھڑی میں جب نیچر سویا ہوا ہے ایک انسان مولا کریم کے حضور دعا مانگتا ہے۔ پھر اس وقت خدا کا فضل اس کی دستگیری کرتا ہے ہمارے حضرت امام نے بھی یہی فرمایا کہ تم دعائیں مانگو میں اگر حق پر ہوں تو خدا تعالے تم پر میرا حق پر ہونا ظاہر کر دے گا مگر نا دانوں نے اس پر بھی توجہ نہ کی۔ اب اس قدر بیرونی اور اندرونی شواہد کے قائم ہو جانے کے بعد اور طریق تصفیہ بتلا دینے پر بھی اگر کوئی حق کی طرف نہ آنے اور خدا کے فضل سے بہرہ ور نہ ہو تو اس میں قصور کس کا۔ پھر اتمام حجت ہو جانے پر خدا کے غضب کو کون روک سکتا ہے۔ اور آسمانی بجلی کو کون کہہ سکتا ہے کہ اسے بجلی آسمان سے نہ گر۔ گر و ہٹ کے والے لوگ۔

خدا ہم سب کو اپنے فضل سے اس راہ پر قائم رکھے جو انعمت علیہم کی راہ ہے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ علی نبیہ محمد وآلہ اجمعین۔

ایک خط اور اسکا جواب

مندرجہ ذیل ایک خط جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کے نام لکھا گیا تھا۔ چونکہ اس خط کے جواب کی بذریعہ الحکم خواہش کی گئی تھی۔ لہذا جناب ممدوح نے یہ کارڈ ہمارے سپرد کیا۔ جس کو ہم مع اوس کے جواب کے شائع کرتے ہیں۔

ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؎

نحمدہٗ و نصلے علے رسولہ الکریم ؎

جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک روز قرآن شریف کی تلاوت کرتے کرتے بندہ کی نظر ان آیات شریف پر پڑی۔ جو س ۲۔ پ ۳۔ اور س ۵ پ ۱ میں موجود ہیں۔ یہ آیات شریف انجیل کے حواریوں کی وتعریف کے برخلاف پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف حواریوں کو ہر ایک عیب سے بری کرتا ہے۔ جو عیب کہ انجیل نے حواریوں پر لگائے ہیں۔ اب ہم بہت حیران ہیں کہ قرآن شریف کا مضمون تو ٹھیک ہے مگر انجیل نے کسی کو ملعون اور شیطان اور کسی کو مسیح کی ہتھیلی سے روپیہ چرانیوالا۔ اور کسی کو ۳۰ روپیہ لے کر مسیح کو گرفتار کرنیوالا

اور [illegible] کو گرفتاری کے وقت منتشر ہو جانے والے [illegible] ہم سوائے قرآن شریف اُن کی سچی تواریخ کو دریافت کریں تو کہاں سے دریافت کر سکتے ہیں۔

(۷) اور سورۃ یوسف میں یوسفؑ کا اپنے بھائی کے [illegible] میں پیالہ کا پاس رکھنا۔ اور پھر اس کو پکڑ کر اپنے پاس رکھنا۔ یہ نبیوں کی شان کے شایاں نہیں۔ کیونکہ پہلے تو یوسف نے اپنے بھائی کے اسباب میں پیالہ رکھدیا تھا۔ اور پھر اسکو چور بنا کر اپنے پاس رکھا۔ اور قرآن شریف کی آیت بھی اس پر دلالت [illegible] جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ [illegible] بتلاتی ہے۔ کہ یوسفؑ نے عمداً پیالہ کو اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا۔ کیونکہ جَعَلَ کے معنے میں [illegible] جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ۔ علاوہ ازیں بہت سی آیات شریفہ قرآن کریم میں جَعَلَ کے لفظ سے موجود ہیں۔ جو یہ پرچہ الحکم میں درج [illegible]

[illegible]

سرکاری

قاما الحوراب

حواریوں پر قرآن شریف
حواری نفس الامر میں مسیح علیہ السلام

[illegible]۔ اور وہ ادعٰی مقدس انسان کی رسالت [illegible] یہ بات بالکل ٹھیک اور واقعی امر ہے۔ کہ ایک راستباز اور پاک انسان کے صحبتی ناپاک اور بدنام [illegible] نہیں سکتے۔ پس برخلاف اس امر کے [illegible] قرآن کریم نے حواریوں کی [illegible] فرمایا۔ کوئی بھی پختہ اور قابل [illegible] ثبوت ان نامعقول باتوں کا جو حواریوں سے منسوب [illegible] کے پاس قطعاً نہیں۔ ہاں اناجیل موجود [illegible] مسلم اور فیصلہ شدہ بات ہے۔ کہ انجیل [illegible] کی طرف منسوب ہیں۔ اور لوقا اور [illegible] کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ [illegible] ان لوگوں کے نام موجود [illegible] انجیل منسوب ہیں۔ اور ان نامور [illegible] قرآن اور حدیث۔ آثار صحابہ

و اقوال [illegible] اسلام [illegible] قرآن کریم ایک الہی [illegible] علیہ السلام [illegible] انکار کرتے ہیں۔ [illegible] سیدنا مسیح علیہ السلام کو وہ [illegible] راستباز اور مقدس نبی [illegible] کوئی کلام [illegible] اسماء کا اشتراک کبھی ہوجایا کرتا ہے۔ اور اس [illegible] ایک قسم کی [illegible] اور [illegible] اہل سنت [illegible] اور [illegible] اور مذہب سے [illegible] اہل سنت و الجماعت جناب علی مرتضیٰ ایک راستباز اور نیک انسان کو مانتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] میں سے تھے۔ اسی طرح یہ بھی [illegible] کی شہرت [illegible] ہوگئی ہے ورنہ وہ مقدس انسان [illegible] سے ایک اور نبی اسرائیل کے خاندان [illegible] کا خادم تھا وہ وجیہاً فی الدنیا و الآخرۃ اور اُس کے حواری نحن انصار اللہ کہنے والے راستباز لوگ تھے اور انجیلی مسیح کوئی اور خدا جانے کون شخص تھا ایسا ہی اُس کے حواری بھی اُس کے ہم شکل تجویز کر لئے گئے۔ جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا [illegible] انجیل کسی یسوع کا ذکر کرتی ہے ہمارے [illegible] نے صاف طور پر لکھا ہے کہ یسوع نام ایک شریر انسان تھا اور وہ پھانسی دیا گیا حالانکہ قرآن کریم صاف طور پر مسیح ابن مریم کی نسبت فرماتا ہے مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ پس موجود اناجیل کا یسوع نامی شخص قرآن کریم کا عیسیٰ بن مریم نہیں ہوسکتا اور نہ یسوع کے حواری سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حواری قرار پاسکتے ہیں ایسی حالت میں تعجب ہے کہ آپ کیوں حیران ہیں یسوع کے حواری اگر اس کو ملعون اور [illegible] کہیں تو ہمارا کیا نقصان ہے ہمارے خیال میں پہلے سوال کا جواب کافی آچکا ہے۔ اور اگر مستفسر صاحب اس پر کچھ اور کلام کریں گے۔ تو زیادہ تشریح کردی جائیگی۔

باقی آئندہ (ایڈیٹر)

انجمن حمایت اسلام لاہور اور امہات المومنین کے میموریل

پر

سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر کی اور قابل قدر میموریل

پر

پنجاب آبزرور لاہور کی [illegible]

من چہ [illegible] نالاں شدم
[illegible] خوشحالاں شدم

انجمن حمایت اسلام لاہور [illegible] عرصہ گذرا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام کی نسبت (جو کسی ڈاکٹر احمد شاہ نامی [illegible] ایک ہزار روپیہ کی [illegible] جواب [illegible] کیلئے شائع کی ہے۔ اور جس کی ایک ہزار جلدیں [illegible] مفت مسلمانوں کے پاس بھیجی [illegible] گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا [illegible] کتاب مذکور کی اشاعت کامل طور پر ہو چکی تھی [illegible] انجمن حمایت اسلام لاہور کا میموریل ارسال [illegible] کوئی [illegible] ہی سکتا تھا۔ بلکہ ایسے میموریل سے مسلمانوں کا [illegible] تھا۔ پس ایک ناصح مشفق نے جو قادیان [illegible] اسلام اور اہل اسلام کا فدائی ہے اس [illegible] محسوس کر کے جو ایسی صورت میں اہل اسلام کو پہنچ سکتا تھا [illegible] ایک میموریل طیار کر کے گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں [illegible] ارسال کیا کہ انجمن حمایت اسلام کے میموریل کو مسلمانوں کی ضرورت کا کفیل نہ سمجھا جاوے۔ اس موقع پر انجمن حمایت اسلام کو اگر واقعی اسلامی حمیت اور حمایت کا جوش تھا تو چاہئے تھا کہ سید ناصر شاہ صاحب کی سعی کی [illegible] کہ اُس نے ایک شتاب کاری سے پہنچنے والے نقصان [illegible] کرنے کی کوشش کی مگر وہ بجائے اسکے مخالفت پر [illegible] اس کی طرف سے ابھی باقاعدہ کوئی عملی کارروائی [illegible] لاہور کے پنجاب آبزرور روزنامہ اخبار [illegible] کے انشو میں ایک مضمون سید نا

مرزا صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے میموریل پر استہزا اور تمسخر آمیز نکتہ چینی کے لباس میں شائع ہوا ہے جس کی ٹون بتا رہی ہے کہ اگر کل نہیں تو انجمن کی اگزیکٹو کمیٹی کے بعض ممبر اگر مجرا نہیں تو واقف ضرور ہیں۔ بہرحال ہم کو اس سے بحث نہیں ہونی چاہئے کہ انجمن کی تحریک سے وہ مضمون لکھا گیا یا ایڈیٹر صاحب کو خود ہی جوش نے مجبور کر دیا بلکہ ہم اس مضمون پر معقول طور سے نظر کرنا چاہتے ہیں۔ اوبزرور کی ساری تحریر کا لب لباب اور خلاصہ اگر اس کی شوخی اور استہزا کو نکال دیا جاوے مندرجہ ذیل امور ہیں:-

اولاً ۔ انجمن حمایت اسلام کی غرض تو یہ نہ تھی کہ میموریل سے جواب لکھنا ہے۔ اور نہ مولفین امہات المومنین پر استغاثہ کیا بلکہ گورنمنٹ کو اس کتاب کی اطلاع دینا مقصود ہے جو کتاب مذکور سے اُن کو پہنچا۔

ثانیاً ۔ سیدنا مرزا صاحب دام اللہ برکاتہم کا میموریل کبھی باوقعت نہیں ہو سکتا اور مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ تعلیم یافتہ اور معزز لوگ میرے ساتھ ہیں ایک گوشہ میں رکھ کر قابل پذیرائی اور جائز نہیں ہے۔

ثالثاً ۔ کتاب کا جواب لکھنا ہرگز ہرگز مناسب نہیں اور معقول اور مہذب جواب جس کا سیدنا مرزا صاحب نے دعوے کیا ہے ہو نہیں سکتا خصوصاً حضرت اقدس سے۔

رابعاً ۔ سیدنا مرزا صاحب نے کسی پہلے انگریزی میموریل میں موجودہ میموریل کے متضاد لکھ چکے ہیں۔

خامساً ۔ ایک طرف مرزا صاحب سب و شتم پر صبر اور برداشت کی تعلیم دیتے ہیں دوسری طرف جواب لکھنے پر آمادہ ہیں جو باہم مخالف امر ہیں۔

سادساً ۔ سیدنا مرزا صاحب کی تحریروں نے مسلمانوں کو آریہ وغیرہ لوگوں کے ہاتھ سے صدمہ پہنچایا ہے خصوصاً پچھلے سال میں ہم نے یہاں تک نظر کی ہے یہی چھ امور اوبزرور کی تحریر کا ماحصل ہیں جن پر ہم ایک نظر کرتے ہیں۔

امر اول کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حال میں انجمن حمایت اسلام نہ جواب لکھنا چاہتی ہے اور نہ استغاثہ کرنا۔ پھر وہ گورنمنٹ سے کس قسم کا انسداد چاہتی ہے۔ ہم کو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انجمن حمایت اسلام جواب صرف اپنی ایک بات کو پالنے کے لئے جواب دینے سے گریز کرتی ہے۔ اپنے مقاصد کے نمبر اول میں معترضین اسلام کے جواب دینا ہی تحریر کرتی ہے چنانچہ ہم بھی اس کو درج کرتے ہیں۔

"۱۔ معترضین اصول مذہب مقدس اسلام کے جواب تحریری یا تقریری تہذیب کے ساتھ دینے اور اس مقدس مذہب کے اصول کی حمایت اور اشاعت کرنی۔ ۱۱ آخر میں نمبر ۶ میں ان مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بھی بتلایا ہے یعنے اُن مقاصد کی تکمیل کے واسطے واعظوں کے تقرر اور رسالے کے اجرا وغیرہ وسائل کو عمل میں لانا"

اب انجمن کے ان مقاصد پر نظر کرنے کے بعد ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ انجمن جس کا اول الغرض معترضین اصول مذہب اسلام کے تحریری یا تقریری جواب دینا تھا اب اُسے کیونکر تو ڑ سکتی ہے اور نہ ہم نے اس اصول کی ترمیم ہی آج تک انجمن کے کسی کاغذ میں دیکھی کہ اب بجائے جواب دینے کے میموریل بھیجے جایا کریں گے۔

ہم کو انجمن کی شتاب کاری پر سخت افسوس ہے اور اس سے بڑھ کر اوبزرور کی تیزی پر کہ اس نے بلا سوچے سمجھے نکتہ چینی شروع کر دی ہم کو اس امر پر کافی بحث کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ ہم یہ ثابت کرنے بیٹھیں کہ آیا سیدنا مرزا صاحب کے ساتھ تعلیم یافتہ گروہ ہے یا نہیں کیونکہ متعدد مرتبہ یہ امر روز روشن میں آ چکا ہے اور خود اوبزرور کا ایڈیٹر اس امر سے واقف ہے اور قطع نظر اس کے تعلیم یافتہ گروہ کا ہونا یا نہ ہونا کسی امر معقول کی نفی نہیں کر سکتا اسلئے اسکو ہم خارج از بحث سمجھتے ہیں۔

امر ثالث کی نسبت اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ اگر معقول اور مہذب جواب نہیں ہو سکتا تھا تو انجمن نے آپ کس بنا پر معترضین مذہب اسلام کے جواب تہذیب سے دینے کا ذمہ اٹھایا تھا اور کیا اوبزرور کا ایڈیٹر جو خود بھی انجمن کی اگزیکٹو کمیٹی کا غالباً ممبر ہے ہم کو بتلا سکتا ہے کہ اُس نے کتنی مرتبہ انجمن میں یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس طریق کو چھوڑ دیا جاوے اور اس اصول کی ترمیم کی جاوے اور آج تک جو رسالے ہیں عیسائیوں کے جوابات شائع ہوتے ہیں انہیں بند کیا جاوے مگر ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ وہ ہرگز ہرگز ایسی کوئی تجویز انجمن کی روئداد میں دکھا سکے گا۔ پھر ایسی نامعقول بات لکھ کر ہم نہیں سمجھتے۔ وہ کیونکر اپنے فرض مذہبی سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔

اوبزرور کا یہ حملہ کہ حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب خصوصاً معقول اور مہذب جواب نہیں دے سکتے ایک دریدہ دہنی ہے جو خدا تعالیٰ کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر کی گئی ہے۔ کاش اُسے معلوم ہوتا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور خود انہیں مرد خدا کے جوابات شائع کر چکی ہے اگر اُس نے نہیں دیکھے تو وہ ایک عیسائی کے تین سوال اور اُن کا جواب پڑھے۔ ہم کو بار بار حیرت آتی ہے کہ انجمن نے جس حال میں اپنا یہ اصول اول قرار دیا ہے اب اُسے چھوڑ کر میموریل بھیجنے کا اصول کہاں سے تراش لیا ہے۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب نے جس قدر معقول اور مہذبانہ پیرائے میں جواب دیئے ہیں کوئی دوسرا اُس پر قادر نہیں ہو سکتا۔ آپ کی ہر ایک تصنیف اس امر کی شاہد عدل ہے ہاں اگر کہیں صداقت کی لازمی مرارت نے ایڈیٹر اوبزرور کو نکتہ چینی کا موقع دیا ہو تو یہ اُس کی بدقسمتی ہے کہ اُس نے پہلے ان کتابوں کو نہیں پڑھا جو اسلام پر اُس وقت لکھی گئی ہیں جبکہ سیدنا مرزا صاحب کو خبر نہ تھی۔ مرزا صاحب کی کوئی کتاب اوفینسو نہیں بلکہ ڈیفنسو ہے۔ اور یہ کہنا کہ مرزا صاحب کی وجہ سے آریوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو صدمات اٹھانے پڑے ایک بڑی بھاری ناشکری ہے جو خدا تعالیٰ کی نعمت سے کی جاتی ہے مرزا صاحب کا وجود باجود اسلام اور اہل اسلام کے لئے ابر رحمت ہے کاش اُس سے کوئی فائدہ اٹھاوے آریوں نے اپنے کو تکوں خمیازہ کھینچا۔ اس پر یہ دعویٰ بر کیا الزام یہ ایڈیٹر اوبزرور کی خوش فہمی ہے یا اُس کی غیرت اسلام کہ وہ از خود ایک ایسا خوفناک الزام ایک مقدس راستباز پر لگاتا ہے جس سے اُسکا وجود گورنمنٹ تک کے نزدیک جو ایک غیر قوم اور غیر مذہب ہے پاک ثابت ہو چکا ہے۔ کیا اُس کو معلوم نہیں کہ کتاب ستیارتھ پرکاش اور بھراند روغیرہ جس وقت طیار ہوئی تھیں اُس وقت مرزا صاحب کی تصنیفات ابھی دُنیا میں پیش بھی نہ ہوئی تھیں۔ اور قطع نظر اس کے حضرت مرزا صاحب نے کبھی اور کسی حال میں کسی کے بزرگ پر دل آزار حملہ نہیں کیا اوبزرور ہم کو بتلائے کہ کیا انجمن نے اس سے پیشتر کبھی کوئی اس قسم کی کارروائی کی ہے اصل بات یہ ہے کہ انجمن حمایت اسلام اس معاملہ میں بالکل تہی دست ثابت ہوئی ہے معترضین مذہب کے جواب دینے کا اصول تو انجمن نے قائم کر لیا تھا مگر آج تک اُس نے اس پہلو میں اس قدر کام کیا ہے۔ کہ نہ کرنے کے برابر ہے اور چونکہ وہ اس راستہ میں چل نہیں سکتی اس لئے رفع ندامت کے لئے اُس نے یہ سہل سوچ لی کہ چلو قریب تر جھٹ پٹ مسلمانوں کو کہدیں گے کہ میموریل بھیجدیا ہے۔ بھلا میموریل سے کیا ہو سکتا ہے جب ایک جائز حق گورنمنٹ نے پہلے سے دے رکھا ہے اُس سے کام نہ لینا بھی ایک قسم کی ناشکرگذاری ہے یہ تھوڑی حمایت ہے

کہ گورنمنٹ نے اپنی آزادی سے ہر ایک کو بہرہ مند کیا ہے وہ کسی کو جواب دینے سے نہیں روکتی ۔

امر چہارم میں جو اوبزرور کی کوتاہ فہمی اور عدم تدبر کو ثابت کئے دیتا ہے ۔ آج تک مرزا صاحب کی قلم سے ایک لفظ بھی ایسا نہیں نکلا ۔ جو موجودہ میموریل کے خلاف ہو ۔ اس سے پیشتر بھی اور اب بھی سیدنا مرزا صاحب چاہتے ہیں کہ ایسا قانون ہونا چاہئے جو مذہبی میدان میں نبرد آزمائی کرنے والوں کو ایک خاص حد کے اندر رہنے دے ۔ تاکہ کسی مذہب پر ایسا اعتراض نہ کریں جو اس کی مسلمہ کتب میں ثابت نہ ہو ۔ یہی پہلے میموریل میں درج تھا جس سے اوبزرور کا خوش فہم ایڈیٹر مخالف رائے پیدا کرتا ہے اور باہم دونوں میموریلوں میں تناقض بتلاتا ہے ۔ کیا دنیا میں صلحکاری اور آشتی اور امن پھیلانے کی اس سے بہتر کوئی سبیل ہو سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ اور یہ امر جواب دینے کے متخالف نہیں بلکہ جیسا اس انگریزی میموریل میں ظاہر کیا ہے جواب دینا بھی ایک قسم کا امن پھیلانا ہے اس لئے کہ ایسے دل آزار حملوں سے جو صدمہ مسلمانوں کو پہنچتا رہا ہے اس کا جواب جب مخالف کو مل گیا ہے تو ان کو ایک قسم کی تسلی اور صبر آ گیا ہے ۔ اسی وجہ سے موجودہ حالت میں بھی سیدنا مرزا صاحب نے جواب دینا ہی پسند فرمایا ہے ۔ اور ہم کو اس سے بہتر کوئی سبیل نظر نہیں آتی ۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ ایک طرف صبر اور برداشت کی تعلیم ہے اور دوسری طرف جواب لکھنے پر آمادہ ہیں یہ باہم متضاد باتیں ہیں یہ بھی ہمارے ہمعصر کی خوش فہمی ہے یا تو وہ صبر کی فلاسفی نہیں جانتا اور یا عمداً استہزا کرتا ہے صبر اور برداشت ایک کتاب کے دل آزار حملوں کے جواب دینے کے مخالف کہاں ہیں ؟ یہ بھی تو صبر ہی ہے کہ اُن حملوں کو سرد دل سے سن لیا ۔ اور بطریق احسن جس کی ہدایت قرآن کریم میں ہے اُن کا جواب دے دیا ۔

ہاں یہ امر صبر اور تحمل کے صریح مخالف ہے کہ اُس پر تدبر نہ کیا جاوے اور گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیج کر ہی خاموش ہو رہے الغرض جو کچھ پنجاب اوبزرور نے ظاہر کیا ہے ۔ وہ محبت اسلام کے جوش سے نہیں بلکہ چند شخصوں کی ایک بات کو پالنے کی خاطر لکھا ہے اور ہم کو افسوس ہے کہ یہ لوگ کیوں ایک مناسب اور جائز اور مفید ترین بات کی قدر نہیں کرتے ؟ اصل یہ ہے کہ جب ان کو وہ دیدہ دور بین اور دور اندیش دل ہی نہیں ملا جس سے وہ اس وجود کی برکات سے بہرہ ور ہوں تو وہ اس کی باتوں پر کب کان دھر سکتے ہیں ۔ اب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ دیکھا جاوے اور انتظار کیا جاوے کہ گورنمنٹ انجمن کے میموریل پر کیا جواب دیتی ہے اور اس کے لمبے چوڑے دعووں کی کہاں تک متکفل ہوتی ہے ۔

اس کے بعد پھر مناسب رائے ظاہر کی جاوے گی اس وقت اس جواب سے بیشتر کچھ کہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا ۔ اوبزرور خود اپنی تحریر کو پڑھے کہ اس میں استہزا اور تمسخر کے سوا رکھا کیا ہے کیا کوئی معقول اور موزون بات بھی ہے ۔ یا نری الفاظ پرستی ہی ہے ۔ دنیا کو معلوم ہو جاوے گا جس وقت اس خدا کے مرد کی آواز ظاہر ہوگی ۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا اپنے نذیر کی سچائی کو زور آور حملوں سے ظاہر کرے اور ناعاقبت اندیش نادانوں کی قلعی کھول دے ۔ چونکہ جناب مرزا صاحب خود ہی اوبزرور کی غلط فہمیوں پر تادیبی ریمارکس شائع کرنے والے ہیں ۔ اس لئے ہم اس مضمون کو یہیں ختم کر دیتے ہیں ۔ والسلام ✦

دارالامان میں جلسہ طاعون

جیسا کہ ہمارے گذشتہ نمبر سے واضح ہوا ہوگا عالیجناب سیدنا مرزا صاحب ادام اللہ فیوضہم نے ایسی حالت میں کہ لاہور میں اطبا کا ایک جلسہ طاعون ہو چکا تھا قرین مصلحت سمجھا کہ دارالامان میں اپنے طور پر ایک جلسہ کریں چنانچہ اس جلسہ کیلئے وہ اعلان شائع کیا گیا جو ہم پچھلے نمبروں میں چھاپ چکے ہیں اور اس جلسہ کے لئے عید ضحیٰ کا موقع بہت موزون اور مناسب سمجھا گیا ۔ اعلان کی شائع ہونے پر پشاور سے لیکر پٹیالہ تک کے احباب جمع ہو گئے جلسہ کی مختصر کارروائی ہمارے مخدوم شیخ رحمۃ اللہ صاحب تاجر لاہور نے ایک خاص اشتہار کے ذریعہ شائع کر دی ہے جسکو ہم بطور ضمیمہ آج کے اخبار کے ساتھ شائع کرتے ہیں اس لئے اس پر کچھ زیادہ ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں ہم نے اس جلسہ میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب سلمہ ربہ اور جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی بیش قیمت تقریریں قلمبند کر لی ہیں جن کو مناسب صورت میں عنقریب شائع کرینگے اجمالی طور پر جلسہ کے حالات سے واقفیت کے لئے جلسہ طاعون کی کارروائی کے عنوان سے جو اعلان شیخ صاحب نے شائع کیا ہے کافی تر ہے ۔

دارالامان کا ہفتہ

انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ ہمارے محترم مخدوم جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی سب سے چھوٹی صاحبزادی (جس کی عمر قریباً ایک سال کی ہوگی) نے آغوش مادر کو خالی کر کے آغوش دایہ رحمت الٰہی میں آرام کیا ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون مولوی صاحب جیسے راضی برضائے الٰہی کے لئے صبر و تسلیم کی تلقین حکمت بہ لقمان آموختن ہے البتہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اُن کو نعم البدل دے اور عزیزہ مرحومہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے ۔

۲ ۔ **موسم** میں گرمی کا خوب رنگ آ گیا تھا مگر چند روز سے خوب جھکڑ اور تند ہوا چلتی ہے ۔ ۱۲ ۔ کی شب کو خاصی بارش بھی ہوگئی جس سے اتنی حدت فی الحال نہیں رہی ۔

۳ ۔ **مولانا** مولوی عبدالکریم صاحب بدستور اپنے کام میں مصروف ہیں ۔ اور ایام الصلح کا ترجمہ زور سے کر رہے ہیں ۔

۴ ۔ **مہمانوں** کی آمد و رفت کا سلسلہ حسب معمول جاری ۔ حضرت اقدس بفضل خدا مع اپنے جمیع ممبران خاندان تندرست اور عمدہ ترین حالت صحت رکھتے ہیں ۔ اللھم زد فزد ۔

• **للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست**
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

گذشتہ دسمبر کے جلسہ کی رپورٹ کے اشتیاق میں ہمارے ناظرین اکتا گئے ہوں گے مگر ہر ایک کام کا ایک وقت ہوتا ہے ۔ رپورٹ مذکور اب باقاعدہ زیر طبع ہے اور حتی الوسع عجلت ممکنہ میں اس کی اشاعت کی امید کی جاتی ہے ۔

توجہ بھی چاہئے

ہمارے بالغ نظر ناظرین جو ہمارے دست و بازو ہیں الحکم کی امداد و اعانت میں سست نہ ہوں ۔ خریدار پیدا کر کے اس کی کثرت اشاعت کا ذریعہ بنیں ۔ اور زر چندہ ارسال کر کے اور کرا کر اُس کی باقاعدہ اشاعت کا موجب ہوں ۔ کیونکہ مالی مشکلات کے دور ہونے پر باقی مشکلات بالکل ہیچ ہو جاتی ہیں ۔ (ایڈیٹر)

ایک شیعہ کے نام جناب مولوی عبدالکریم صاحب کا ایک قابل قدر خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی

جناب سید صاحب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط مجھے ملا۔ افسوس ہے کہ عبث آپ نے یقین دلانے کی کوشش کی کہ مجھے جناب علی رضی اللہ عنہ سے ویسی ہی محبت ہے کہ جیسی ایک راست باز متقی کو اس امام المتقین سے ہونی چاہئے۔ میں نے نص صریح کے اظہار سے اپنا عقیدہ لکھا اور اس رسالہ میں بھی بقدر ضرورت کے لکھا اور یہ عقلاً و شرعاً ایک نیک گمان شخص کے لئے کافی تھا۔ مگر میں افسوس سے دیکھتا ہوں کہ آپ بڑی کوشش اس میں مبذول کرنا چاہتے ہیں کہ میں ملزم قرار پاؤں۔ انسان اپنے منطوق کلام سے قابل الزام ہوتا ہے نہ مفہوم و مقتضاء کلام سے۔ میں نے منطوقاً و نصاً تو اپنے صادق ایمان کا اظہار کر دیا اور آپ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ اتنا لکھنے پر بھی مجھے بتصر الله اور آپ اس اعتراف سے ...

آپ کو اس سلسلہ عالیہ سے انتساب ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے خوب جانتا اور اس کا قانون فعلی یعنی مخلوق کی تہذیب گواہ ہے کہ میں اس رسالہ کی تحریر سے اپنا مخلصانہ مدعا بالکمل وجوہ پورا کر چکا اور مجھے ... میں کامیاب ہو چکا ہوں ... اور دوسری بہت ... نہایت ... ہوں جیسے بحول اللہ و قوتہ ... لئے یقین ہے کہ اس کی قوت دلائل ... ہوگی اور اس کا ... کہ اکثر لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں میری ... اضطراب پیدا کرنے کی ... نہیں رکھتا۔ ہاں اگر مجھے یہ ... کہ میری کوشش کو ... جہلا سے ... نے قبول کر لیا ہے تو مجھے اندیشہ ہوتا کہ میں ... منافق اور ... ہوں ... چلی آئی ہے کہ صادقوں کا ساتھ تھوڑے ہی دیتے اور ... جو ان کے ساتھی ... کا شکر کرتے اور ... سید صاحب آپ فرماتے ہیں کہ اس ... کیا جاتا ... سید اور سادہ سے بزرگ آپ کو ... مغالطہ ... ہر کہ آپ نے کچھ ما بہ الاعتنا امر اس میں لکھا ہی نہیں آپ کے

سادہ نیک نہاد اصحاب نے آپ کو مغالطہ دیا ہو کہ آپ کی تحریر میں کچھ بات بھی ہے۔ آپ میرے اس خط کے بعد سر دل سے اس میں غور کریں کہ آپ نے لکھا ہی کیا ہے۔

اس سارے خط میں جواب تک میرے پاس محفوظ ہو آپ نے دو ہی باتیں کی ہیں۔ اول مجھے دشمن جناب علی رضی اللہ عنہ ثابت کرنے کی ناکامیاب کوشش فرمائی ہے۔ دوم بنی عباس کی خوشامدیوں کی جھوٹی تاریخوں کی لغو روایات کی بنا پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اسلام کو غیر ملکوں میں پھیلانے والے اور پھر آخر دم تک کلمہ طیبہ پر قائم رہنے والے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معائب شماری کی ہے اور خوب ہی جی کھول کے پھوڑی ہے۔

میں حیران ہوں کہ آپ نے غور نہیں فرمائی کہ میں علی کا دشمن کیا خارجی ہوں یا ناصبیہ فرقہ کا ممبر ہوں۔ یہ بھی غلط ہو اس لئے کہ وہ جمیعت قوم تو حضرت علی اور حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے یکساں بیزار ہیں ابھی مسقط کے ایک عالم کی کتاب جو بڑا مستند خارجی عالم تھا ہمارے ایک دوست نے ارسال کی ہے اس میں ان کی عقائد ان ائمہ دین کی نسبت پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ رافضی شیعہ تو آپ کی نزدیک بھی مسلم ہے کہ میں نہیں ہوں۔ رافضی تو میری خوش قسمتی سے اصحاب ثلاثہ کے ساتھ میرے نام پر بھی ضرور تبرا کرتا ہوگا۔ تو پھر خدا کے لئے آپ ہی فکر کریں کہ میں کیا ہوں بس یہی کہ میں بفضل اللہ پکا محمدی سنی ہوں اور محمدی بمعہ سزا لعنت بھیجتا ہے ابوبکر کے دشمن پر عثمان کے دشمن پر علی کے دشمن پر حسن کے حسین کے دشمن پر معاویہ کے دشمن پر غرض کل صحابہ کے دشمن پر۔ اب بتا دیجئے کیونکر کسی کو حق پہنچتا ہے کہ بغیر کوئی ایسی تحریر ثابت کرنے کی جو میری ... میں دشمن علی رضی اللہ عنہ ٹھہرایا جائے ... اصل بات دور نکل گئی۔ آپ نے حضرت علی پر اپنی تحریر میں کیا احسان کیا آپ نے جو ستم ڈھانا چاہا مجھے ہی غلطی سے نشانہ بنایا ... بجائے اس کے کہ آپ وہ خط جو ... لکھا ہے اور جس میں حقیقتاً بجز ... اور اہل ... کام کی کوئی بات ... نہیں شائع کریں اور ... فی الواقع مجھے ... خیال ... نہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ شیعوں کے ... کہ وہ علی کے سر سے ان الزامات کو اٹھانے کی کوشش کریں جو شیعوں کی تصویر پر لاحق وارد ہوتے ہیں اور ایک راستی کا حامی اور ... ظلم سے انتقام لینے والا حق رکھتا اور ... بھی تھا کہ وہ تصویر علی کے سامنے ...

اس کے واقعی خد و خال کے پیش کرتا۔ اور وہ میں نے پیش کی اور اس میں بحمد اللہ اس حد تک کامیاب ہوا جو ایک صادق کی کامیابی کے لئے مقرر ہے۔ تعجب اور پھر تعجب کی بات ہے کہ میں جو لکھنے والا اور بولنے والا ہوں میں علی وجہ البصیرۃ گواہی دیتا ہوں کہ میرا مدعا جناب علی رضی اللہ عنہ کی اہانت نہیں ولعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین علی من یعادی علیاً او یسبہ او یہینہ مگر آپ میرے دل پر حکومت کرتے اور غلطی کھاتے ہیں کہ الفاظ سے ایسا نکلتا ہے۔ کہاں تہذیب مقتضی اس امر کی ہے کہ کوئی اپنا عقیدہ قسم کھا کر کسی کے آگے بیان کرے بجز ترحم کے۔ سو میں نے کہہ دیا آئندہ آپ مختار ہیں۔ مجھے یقین ہے آپ نے حضرت امام زمان حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کا تازہ رسالہ حجۃ اللہ شیعوں کے خلاف نہیں دیکھا۔ حضرت امام زمان نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عظیم الشان پیرو اور براہین میں ان کے عجیب شان کو معترف ہیں میرے لکچر کے اس حصے کو جس پر آپ غلط فہمی سے ناراض ہوئے ہیں اپنے رسالہ میں زبان عربی میں ترجمہ کر دیا بلکہ کچھ اور سخت الفاظ بھی زیادہ کئے ہیں آپ از راہ کرم ضرور اس رسالہ کو پڑھیں۔ یہ لکچر حضرت اقدس نے اتنا پسند فرمایا کہ چار مرتبہ چھپوایا اور اپنی طرف سے مختلف مقامات میں بھیجا کہ گویا یہ حضرت ہی کی تصنیف ہے۔ یہ بڑا ہی زبردست حربہ اور محکم اصول ہے جو دشمن کو قیامت تک سر اٹھانے نہیں دیتا کہ ان کے مسلمات عقاید کی بنائی ہوئی تصویر کی تقبیح و تشنیع کی جائے۔ اور مجھے بحمد اللہ یہ بڑا بھاری فخر حاصل ہے کہ اب تک اعداء حق سے کوئی شخص قرآن کریم کے اصول کو مد نظر رکھ کر میرا جواب دے نہیں سکا حالانکہ بڑے بڑے عبرت مند مجتہدوں کو لاہور لکھنؤ سیالکوٹ اور دیگر مقامات میں رسالہ بھیجا گیا۔

ا۔ جب ہم بصدق دل مانتے ہیں کہ ابوبکر صدیق سرا اول المبائعین حضرت علی ہیں (اور خدا کے فضل سے ہمارے پاس کافی سامان ان باتوں کے ثبوت کے لئے موجود ہیں) اور پھر مدۃ العمر جیسے اخلاص سے اصحاب ثلاثہ کے ساتھ آپ نے بسر کی۔ اور جس ناپاک گندی روایت سے کہ حضرت عمر نے ... جناب زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ پر لات ماری تو از راہ کرم فرمائی ... ہمارے محبوب علی رضی اللہ عنہ پر کیا کوئی الزام وارد ہو سکتا ہے۔ بس تو کیا صحیح نہیں کہ شیعوں کے عقاید کے موافق شیعوں کے علی پر وہ

سب الزام وارد ہوتے ہیں جو اُس نفاق باطنی کی بنا پر رسالوں میں لکھے گئے۔ اور ہمارے نزدیک کوئی علی حقیقی موجود ہو جو خارجی ایسا نہیں ہوا جو اُن الزامات کا مستحق ہو جو لکھے ہیں وارد کئے گئے تو بس فرضی علی ہوا یا اور کچھ۔

۴۔ قرآن کریم گواہی دیتا ہے اور وہ صادق عادل گواہ بس ہے ونزعنا ما فی صدورھم من غل الایۃ۔ میں حیران ہوں کہ ہمارا ایمان لذیذ اور محبوب اور مقبول ہے کہ تسلیم کیا جائے کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اپنے غل و غش اور حقد و عناد سے پاک تھے جو تجس اور دنیا داروں میں ہوتا ہے اور جس کے ثبوت کے ٹھیکہ دار رافضی قوم ہے۔ یا یہ ایمان سکینت بخش اور عنداللہ مقبول ہے اور اسلام اور رسول اسلام کی عزت تبلیغ فرمانے والا ہے کہ مانا جائے کہ وہ دل میں کچھ رکھتے اور زبان سے کچھ نکالتے تھے۔ رات دن ایک دوسرے کی استیصال کی تاک گھات میں لگے رہتے تھے اور جب موقع پاتے فریب سے دغا سے لوگوں کو اکسا کر بھڑکا کر اپنی کمینی نفسانی غرضیں پوری کرتے تھے۔ اور گدیوں اور جائدادوں کے پیچھے اسی طرح رات دن کٹتے کباب ہوتے رہتے تھے جیسے ہمارے ہاں کے بدبخت ناخدا ترس گدیوں کی وراثتوں کے مقدمات کے پیچھے حکام انگریزی کچہریوں اور عام میں ٹھکا فضیحتی کراتے پھرتے ہیں۔ ای الفریقین احق بالامن

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ شہادت نے مسلمانوں کی بآرام قسمت کا ورق الٹ دیا اور فتن و مصائب کے بڑے بھاری بند کو توڑ دیا جو حقیقۃً حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ناقابل انسداد رخنہ حاصل کر چکا تھا۔ ناممکن ہے کہ حضرت عثمانؓ کے احباب کو ناقابل اندمال زخم دل میں نہ لگا ہو۔ مگر قوم اور رشتہ داروں اور نہایت ہی قریبیوں کی نسبت کون ایسے الفاظ لا سکتا ہے کہ ان کی زار حالت کو بیان کر سکے۔ اور پھر قوم بھی بنو امیہ۔ جری۔ ہوشیار۔ سمجھدار اور زمانہ میں ہر قسم کی دلیرانہ کارروائی کر سکنے والے۔ طبعاً ایک انسان خیال کر سکتا ہے کہ ان کی طبائع میں کیسا زلزلہ نہ پڑا ہو گا۔ جناب معاویہ خلافت اولی اور ثانیہ خلافت سے مستقل اور مکرم معظم گورنر اور بلحاظ دیگر بڑی بھاری سلطنت شام کے بادشاہ چلے آتے تھے امیر المومنین عثمان اور مظلوم عثمان اور قریبی رشتہ دار عثمان اور ہم قوم عثمان کے قتل سے کوئی رائے لگا سکتا ہے کہ کیسا ہوش ربا صدمہ انہیں پہنچا ہو گا۔

اسی وقت سے وہ قاتلان عثمان سے انتقام لینے کا ارادہ دامن بر عثمان کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی حیص بیص میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت قائم ہو گئی۔ اور یہاں بھی وہ لوگ جن پر ظن تھا کہ وہ مرحوم خلیفہ کے قاتل ہیں خلیفہ زندہ کے دربار میں موجود تھے۔ اور کسی قسم کی سزا انہیں نہیں ملی بلکہ پرانا امید وار منصب و کرسی بنا رہے تھے۔ ان حالات سے ایک پرانا معاملات کو سمجھ سکنے والا نتیجہ نکال سکتا ہے کہ ایک گشتہ کا دوست اور حاکم کس قدر غلط فہمی میں پھنس رہا اور معذور ہو سکتا ہے۔ اور ادھر ہمارے اعتقاد میں اور بلا شبہ اعتقاد زور رسی۔ ایسے مقام میں ذری اُن کے خیالات پڑھو تو تمہاری خوب تسلی ہو اور ہمارا شکر کرو۔ حضرت علی جیسا راستباز صاف دل سیدھا بے لوث بے غرض انسان کبھی کل شبہ نہیں رکھتا کہ اُن کے نزدیک قاتل واقعی قاتل ثابت ہوتے اور پھر حضرت عثمانؓ کے لو آپ اُن سے یوں درگذر فرماتے۔ غرض اس وقت کے خوفناک تحیر نے نہ تو حضرت علیؓ کو کچھ پتہ لگنے دیا اور نہ جناب معاویہ ہی حقیقت کا سراغ لگا سکے اور ادھر اُدھر کے غیر ملکوں کے ہزاروں در اندازاپنے اغراض کی بنا پر نہ چاہتے تھے کہ اصلیت منکشف ہو جائے۔ آخر آپس میں لڑائی ہو گئی۔ اور تھوڑی مدت کے بعد جیسا کہ نتیجہ سے عیاں ہے اُس اصلی فطرت اور سچی محبت اور باطنی پاکیزگی نے غلط فہمیوں کو دور کر دیا اور معاملہ صاف اور استحکام پر صلح ہو گیا۔ ورنہ شیر خدا الغالب علی کل غالب کبھی ممکن تھا کہ درگذر کرتے جب تک ناپاک مدعیوں کے وجود سے ارض مقدسہ کو مقدس نہ کر لیتے۔ یہ محض غلط ہے کہ آپس میں ایک دوسرے پر سب و لعن کرتے تھے۔ اب فرمائیے ہمارے اصول پر حضرت علی کیسے مقدس اور بے آزو بے لوث ٹھہرتے ہیں۔ اور عراق کے حاکم ہو کر تو حضرت علیؓ بھی ارض جنت کے وارث ہو ہی چکے تھے۔ اب بتائیے وہ حملہ شیعوں کے علی اور فرضی علی پر تھا یا اور کچھ۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی بدگمانی نہ کریں گے اور ایک بھائی کا خط آرام سے پڑھیں اور احباب کو سنائیں گے۔ ایک عرض یہ ہے کہ آپ یہاں تشریف لائیں حضرت اقدس مرزا صاحب بھی یاد فرماتے ہیں۔ اگر آپ حکم کریں تو فوراً کرایہ ارسال خدمت ہو گا۔

ہاں ایک کام کی بات رہ گئی تھی۔ وہ یہ ہے کہ پہلے لوگوں میں بھی عادت تھی کہ اسی طرح دشمن کے ایذا سے انتقام لینے کے لئے دشمن کے مقتدا کے اُن اعتقاد کے موافق تصویر کھینچ کر پھر اُس پر جرح کرتے تھے۔ چنانچہ سلسلۃ الذہب میں جامی علیہ الرحمۃ روافض کے ظلم عظیم پر حربہ چلاتے کہتے ہیں

ان کے علی کی نسبت فرماتے ہیں اور حقیقت میں ایک دنیا دار پست فطرت کی نسبت اس سے زیادہ سچا اور واقعی بیان ہو نہیں سکتا جو کہ اس شعر میں ادا کیا گیا ہے۔ شعر

بر خلافت دلش بسے مائل

لیک بوبکر در میاں حائل

آپ فرماتے ہیں آپ کا مقتدا یا ایمان دار کہتا ہے کہ کوئی ایسا علی موجود تھا جس کی روح میں یہ تڑپ تھی یا یوں کہو کہ بادشاہ بنوں گا مگر آخر ایسی حالت میں وہ تڑپ ہی خلافت اُسے نصیب ہوا اور ہر وقت منتظر رہا کہ اُن کی تڑپ تھی کہ کاش اس زمانہ کے تاج و تخت ہی صحابت نعال ان میں جیتی اُسے میسر ہو۔ اور کبھی ارمان ہی دل میں خلافت گذر گئیں اور اس اثنا میں نہ تو کمبخت جان نکلتی طمع اور حسرت اُس کے دل سے نکل سکی اور نہ بدبختی نے کسی درجہ پر فائز ہونے کا شرف حاصل کرنے دیا۔ ایک انا دنیا دار اس کی کیفیتوں کو سمجھنے والا خوب سمجھ سکتا ہے کہ ایسے شخص کے رات دن کے اوقات کیسے بسر ہوتے ہوں گے جیسے شیعوں کے نزدیک اُن کا مقتدا علی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بھی بہت دلائل سے حقیقت میں پہنچ چکے ہیں کہ شیعوں کا سا اعتقاد جناب علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت رکھنا اُن کی پاک ذات کو ہر قسم کے ناپاک اعتراضات کا ہدف بنانا ہے تو اب آپ ہی انصاف سے فرمائیے اور آپ ہی اکیلے منصف ٹھہرے کہ جب ہمارے نزدیک ہمارا مقتدا علی داماد رسول زوج بتول محب و متبع خلفائے ثلاثہ ان تمام عیوب سے مبرا تھا اور حقیقت میں کوئی ایسا علی موجود ہو جو خارجی نہ تھا جو اُن خوفناک الزامات کا نشانہ بن سکے تو ہمارے نزدیک وہ فرضی علی ہوا یا کچھ اور میں سمجھتا ہوں کہ اب قرآن کے پیروں کے لئے وقت ہے کہ مذاہب باطلہ اور عقاید مزخرفہ کے اوپر سے ملمع اتار کر ان کا اصلی ہیولا دنیا کو اور خود ان ہی کو دکھایا جائے۔ اس لئے کہ بہتیرے ایسے سادہ دل ہیں جو الفت و عادۃ کے ممارست کے سبب سے اپنے عقاید مسلمہ کی قباحت اور شناعت کو سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے ہزاروں برکات اور صلوات ہوں اس زمانہ کے مجدد مسیح موعود و مہدی مسعود پر جس نے اس اصل محکم کو جو قرآن کے بعد مر چکی تھی اس زمانہ میں اپنے مسیحی نفس سے زندہ کیا۔ اور اس سے اہل حق کے غیظ قلوب کو دور کیا اور اُن کے صدور کو شفا بخشی۔ دشمنوں نے یا درہم صرف تھا بلحاظ اسمار کے مقتدا کیسا آپ سمجھتے اس لئے سادہ دل اہل حق اپنے مسلم مقتدا کی نسبت بجان خراش سب و شتم سنکر اور بھی کلیجہ تھام کر بیٹھ رہتے اور دشمنوں کا منہ تاکنے لگ جاتے کہ اب

وہ انہیں کیا کہیں اس لئے کہ وہ نادانی سے گمان کرتے تھے کہ دشمن کا مقتدا ان کا بھی ویسا ہی مقتدا ہے مگر ہمارے سید سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو کھول دیا اور ثابت کر دکھایا کہ بجز اسماء کے شراکت کے حقائق کچھ نہیں ہیں ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و اباؤکم۔ نصاریٰ کا یسوع اور ہے اور ہمارا حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ اور ہے روافض کا علی کوئی اور ہے جو حرص و آز کا ایک پتلا تھا اور ہمارا علی زکی النفس مطہر القلب کوئی اور ہے۔ ان دونوں کے درمیان بجز اسماء کے اور کوئی شراکت نہیں۔ یہ جرح خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا کارگر ثابت ہوا ہے کہ دشمن کا ایک ہی وار میں کام تمام کر دیتا ہے۔ میں اگر چاہتا تو کثرت اشتغال سے وقت کو زیر دستی چھین کر آپ کے پہلے خط پر چند سطور عرض کر دیتا مگر قلیلہ نظر عدیم الفہمی کے میرے دل میں گذرا کہ شاید آپ دوبارہ غور کر کے اپنے نا تمام اعتراض آپ ہی متنبہ ہو جائیں اس لئے کہ بجز خود ہر ایک ممکن اور محتمل اعتراض کو رد کرنے کا متکفل ہے۔ لیکن آپ کے دوسرے بااصرار اور وعید آمیز خط نے مجھے لکھنے پر مجبور کیا۔ پھر اس میں تاخیر بوجہ یہ ہو گئی کہ نقل کرنے والا کوئی نہ ملا اور بے نقل کئے بھیجنا مناسب نہ تھا۔ اب اگر آپ اس خط کو شائع کریں تو جوانمردی کا مقتضا یہی ہے کہ اس عریضہ کو بھی ساتھ ہی منسلک فرما دیں۔ کوئی تو ہو گا جو ہمارے درد سے ہمدردی کرے گا

بہر حال میں پھر ایک دفعہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ یہاں تشریف لانے کا ارادہ ظاہر کریں تو ہم یہاں سے کرایہ خدمت میں ارسال کریں گے۔

آپ کا زیر عتاب دوست عبد الکریم از قادیان
۱۴ اپریل ۱۸۹۸ء

اشتہار ضروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اے برگزیدہ جماعت کے ممبرو اور اسلام کے سچے حامیو بموجب ریزولیوشن کمیٹی منتظمہ منعقدہ ۵ مئی ۱۸۹۸ء آپ کی خدمت مبارک میں گذارش ہے۔ کہ یہ امر آپ پر مخفی نہیں۔ کہ حضرت اقدس جناب امام الزمان مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل اسلام کے بچوں کی حالت زار کو دیکھ کر اور اس امر کی اشد ضرورت محسوس کر کے کہ ان کی تعلیمی حالت نہایت ناقص و خراب ہے۔ ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ کہ ضرورت بالا کے پورا کرنے کے لئے ایک مدرسہ قادیان میں جاری کیا جائے چنانچہ بعض ہمدردان قوم نے اپنی حیثیت کے بموجب چندہ سے امداد کی۔ مگر جس سٹینڈرڈ کا مدرسہ فی الحال تجویز کیا گیا تھا۔ وہ آمد اس کے لئے غیر مکتفی تھی پس لئے ابھی مدرسہ مڈل کی دوسری جماعت تک یکم جنوری ۱۸۹۸ء سے جاری کر دیا گیا۔ اور اسی مدرسہ میں اس وقت دارالامان اور گرد و نواح کے دیہات کے طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن بہت سے برادران بیرونی نے اس امر کی بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ بھی اپنے اپنے بچوں کو وہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔ لیکن جہاں مکان مدرسہ اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارت تیار نہیں۔ علاوہ اس کے بہت سے مساکین طلباء بھی ہیں جن کی تعلیم و تربیت کی سخت ضرورت ہے۔ لہٰذا ذیل کی مدیں قائم کر کے آپ صاحبان کی خدمت میں اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ ہر ایک صاحب حسب مقدور ہر مد یا جس مد کے لئے چاہیں امداد فرما کر سعادت دارین کے مستحق ہوں۔

(۱) عام اغراض مدرسہ
(۲) تعمیر مکان مدرسہ و بورڈنگ ہاؤس
(۳) مساکین فنڈ

آپ صاحبان پر روشن ہے۔ کہ ایسے کام سوائے قوم کی مجموعی امداد کے چل نہیں سکتے۔ اور یہ امداد بھی کسی غیر کی امداد نہیں ہے۔ بلکہ یہ امداد اپنے نفس کے لئے ہے۔ کیونکہ آپ ہی لوگوں کے بچے یہاں تعلیم پا کر دنیا کے لئے نمونہ بن کر نکلیں گے۔ اس امداد سے دوگنا ثواب ہے۔ ایک تو **دنیاوی** کہ آپ کے بچے دنیا میں خاص امتیازی فخر حاصل کریں گے۔ دوسرا **دینی** جس سے ہمارا مالک ہمارا خالق ہمارا پاک پروردگار ہم پر راضی ہو گا۔ اور انجمن امید کرتی ہے۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ ڈونیشن اور ماہانہ یا سالانہ رقوم ارسال فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں گے اور تساہل اور سہل انگاری کو دور کر کے بہت جلد اس کی تعمیل میں کوشش فرما دیں گے۔

المشتہر **عبد الکریم** جائنٹ سکرٹری انجمن تعلیم الاسلام دارالامان
قادیان مورخہ ۷ مئی ۱۸۹۸ء

امہات المومنین کی نسبت ایک قابل قدر میموریل

ذیل میں ہم وہ میموریل درج کرتے ہیں جو عالی جناب حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب **مرزا غلام احمد** ایدہ اللہ الاحد رئیس اعظم قادیان نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے میموریل متعلقہ امہات المومنین کی اصلاح کی غرض ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی خدمت عالیہ میں ارسال کیا ہے۔ تا کہ اسلام اور اہل اسلام کو اس نقصان عظیم سے بچاویں جو انجمن حمایت اسلام کے میموریل کی اصلاح کے بدون ایک عمیق نظر سے دیکھنے والے انسان کی نظر میں پہنچ سکتا تھا۔ ایڈیٹر

میموریل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بحضور نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب امہات المومنین نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی اور مصنف نے ٹائٹل پیج کتاب پر لکھا ہے کہ "یہ کتاب ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی اور ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے معاوضہ میں شائع کی گئی ہے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محرک اس کتاب کی تالیف کا محمد حسین مذکور ہے۔ چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سنکر رنج سے رک نہیں سکتا۔ اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر عمل میں لاوے۔ مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے

محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب امہات المومنین کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہئے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھاویں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک دے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں [illegible] بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے۔ اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کر دے پھر بھی ہم [illegible] اس الزام سے [illegible] کہ عاجز آ کر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام لیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آ جانے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہاں جواب دینے کے بعد ہم ادب کے ساتھ اپنی گورنمنٹ میں التماس کر سکتے ہیں کہ ہر ایک فریق اس طریق کو جو حال میں اختیار کیا جاتا ہے ترک کر کے تہذیب اور ادب اور نرمی سے باہر نہ جاوے۔ مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں [illegible] ہر ایک حق رکھتا ہے کہ [illegible] کرے اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے متعلق جہاں تک [illegible] لہٰذا گورنمنٹ عالیہ [illegible] حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں [illegible] کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے جو درحقیقت قابل اعتراض ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لئے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس [illegible] کرے بلکہ جب ہماری طرف سے [illegible] اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اسلئے ہم باادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ کچھ توجہ نہ فرماوے۔* کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھا دیں کہ وہ کتاب تلف کی جاویں یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اٹھانا پڑا کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فرومایہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائیگا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر بھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کر دیں اور در حالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں بیہودہ طور پر [illegible] رہ جائیں گے۔ اور خیال کیا جائیگا کہ ہماری طاقت بس یہی تھا جو ہم نے کر لیا سو اس سے ہماری ہتک عزت کو اس سے بھی زیادہ ضرر پہنچتا ہے جو مخالف نے گالیوں سے پہنچایا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ جس کتاب کو ہم نے عمداً تلف کرایا یا روکا پھر اسی کو مخاطب ٹھہرا کر اپنی کتاب کے ذریعہ سے پھر شائع کرنا نہایت نامعقول اور بیہودہ طریق ہوگا اور ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر [illegible] جو صاحب امہات المومنین نے استعمال کئے ہیں۔ اور ہم اس مؤلف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذہ کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے کہ یہ امر ان لوگوں سے [illegible] ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور [illegible] کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اگرچہ ہمارے بعض امور میں دوسرے مسلمانوں سے ایک جزئی اختلاف رکھتی ہے مگر اس مسئلہ میں کسی سچے مسلمان کو اختلاف نہیں کہ دینی حمایت کے لئے ہمیں کسی جوش یا اشتعال کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ہمارے لئے قرآن میں یہ حکم ہے ولا تجادلوا اھل الکتب الا بالتی ھی احسن اور دوسری جگہ یہ حکم ہے کہ جادلھم بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ نیک طور پر اور ایسے طور پر جو مفید ہو عیسائیوں سے مجادلہ کرنا چاہئے اور حکیمانہ طریق اور ایسے ناصحانہ طور کا پابند ہونا چاہئے کہ ان کو فائدہ بخشے۔ لیکن یہ طریق کہ ہم گورنمنٹ کی مدد سے [illegible] اشتعال ظاہر کریں ہرگز ہمارے اصل مقصود کو مفید نہیں ہے۔ یہ دنیاوی جنگ و جدل کے نمونے ہیں اور سچے مسلمان اور اسلامی طریقوں کے عارف ہرگز ان کو پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ان سے وہ نتائج جو ہمیشہ بنی نوع کے لئے مفید ہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ حال میں پرچہ مخبر دکن میں جو مسلمانوں کا ایک اخبار ہے وہ ماہ اپریل کے ایک پرچہ میں اسی بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ رسالہ امہات المومنین کے تلف کرنے یا روکنے کے لئے گورنمنٹ سے ہرگز التجا کرنی نہیں چاہئے کہ یہ دوسرے پیرایہ میں اپنے مذہب کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ جہاں تک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ اخبار مذکورہ کے اس رائے کی کوئی مخالفت نہیں ہوئی۔ جس سے ہم سمجھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کی یہی رائے ہے کہ اس طریق کو جس کا انجمن مذکور نے ارادہ کیا ہے ہرگز پسند نہ کیا جائے کہ اس میں کوئی حقیقی اور واقعی فائدہ ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہے اہل علم مسلمان اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں آخری زمانہ کے بارے میں ایک پیشگوئی ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے وصیت کے طور پر ایک حکم ہے جس کو ترک کرنا سچے مسلمانوں کا کام نہیں اور وہ یہ ہے لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا۔ وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور۔ سورہ آل عمران۔ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تمہارے مالوں اور جانوں پر بلا بھیجکر تمہاری آزمائش کرے گا اور تم اہل کتاب اور مشرکوں سے بہت سی دکھ دینے والی باتیں سنو گے سو اگر تم صبر کرو گے اور اپنے تئیں ہر ایک ناکردنی امر سے بچاؤ گے تو خدا کے نزدیک اولوالعزم لوگوں میں سے ٹھہرو گے۔ یہ مدنی سورۃ ہے اور یہ اس زمانہ کے لئے مسلمانوں کو وصیت کی گئی ہے کہ جب ایک مذہبی آزادی کا زمانہ ہوگا کہ جو کچھ کوئی سخت گوئی کرنا چاہے وہ کر سکے گا جیسا کہ یہ زمانہ ہے سو کچھ شک نہیں کہ یہ پیشگوئی اسی زمانہ کے لئے تھی اور اسی زمانہ میں پوری ہوئی کون ثابت کر سکتا ہے کہ جو اس آیت میں اذی کثیرا کا لفظ ایک عظیم الشان ایذا رسانی کو چاہتا ہے وہ کبھی کسی صدی میں اس سے

---

* ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ انجمن کا یہ میموریل بعد از وقت ہے کیونکہ مؤلف امہات المومنین کی طرف سے جو ضرر پہنچنے کے لائق تھا وہ تو پہنچ چکا اور [illegible] پنجاب و ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت ہو گئی سو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اب ہم اپنی گورنمنٹ سے کیا مانگیں اور وہ کیا کرے [illegible] بلکہ ہزار کاپی امہات المومنین کی [illegible] مسلمانوں میں [illegible] کئی ہزار اور قوموں میں شائع کی [illegible] اشاعت جس کا بند کرنا مقصود تھا کامل طور پر ہو چکی ہے۔ منہ

ہم لٹاتے ہیں آج لعل گہر نہ رہے کوئی لاولد مضطر یعنی ہے حق میں ہر بشر کے لیے لعل قرۃ عین سیم بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین یوقار طرز اشتہار و بنیاد بیشمار سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں - اور گندم نما جو فروش مشتہر سے جو نہ طبیب ہیں - نہ ڈاکٹر جال وعال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں - یہاں خیر خواہی عام اور راست بازی سے کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ دوا آزمائیں جھوٹ کو سچا اور سچ کو جھوٹا نہ بنائیں

شفاخانہ یونانی

معیار صداقت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دواسے کیا جاتا ہے - اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جسکی اس پر بھی یقین نہ آوے وہ محلکہ لکھائے اگر مراد پوری نہ ہووے تو کا خرچہ واپس بلکہ ہرجانہ و حرجانہ صحت کے طالبو اولاد کے آرزو مندو دولت ہاتھ سے دو فیضل خداداد کی منادی ہے - عام مبارکبادی ہے

اس خادم الاطبا کو ۴۸ سالہ طبیہ تجربات اور فقرا کاملین و سیاحین کے خدمت سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں - جو اکسیر کا حکم رکھتے ہیں - خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں - اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا - مگر سب خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد - بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں - بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے - کہ ادویہ تو وہی ہوں گی مگر نمبر اول (۱) کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ سے - اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں - اور دلی مراد پائیں - (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے - اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے - بندہ کا حق ہے - ورنہ واپس لے جائے - (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ مدد ماہ لکھ دے - بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے - ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے - (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے برضامندی طرفین امانت رکھدیں - بہ شرط کامیابی بندہ پائے - ورنہ واپس لیں - (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو محلکہ بشرطیہ لکھائیں - وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو - ورنہ ہرجانہ حرجانہ حسب قرارداد قبول - فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی - شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی - اگر علاج میں شک ہو - تحقیق کر لو - مراد پانے پر نثار - کس کو گراں ہے - فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے - جو گھر اس لعل سے منور نہیں - وہ خانہ خراب ہے - گھر نہیں - سے برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں - گم نام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں - کتاب استاد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے - جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی - اور جن کی دلی مراد بر آئی - ملاحظہ فرمائیے - تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے - طریق استعمال دوا و غذا پرہیز مکمل محفہ ڈبیہ سے واضح ہوگا - والیان ریاست و اہل حسب منشا خود شرائط مندرجہ مستثنیٰ ہیں

نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی	نمبر	نام مرض	رقم پیشگی
۱	جس کے اولاد نہ ہو	عـہ	۱۰	قولنج دوری	صـہ	19	لقوہ	عا	۲۸	نل آشنا	صـہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی مرجاوے	صـہ	۱۱	سوزاک	صـہ	20	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو ناگر	صـہ
۳	جسکا حمل ۲-۶-۸ ماہہ گرجاوے	صـہ	۱۲	سرعت	عا	21	ناسور	عا	۳۰	خضاب سالانہ	عا
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	صـہ	۱۳	جریان	عا	22	بواسیر خونی وبادی	صـہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کمزوری	عـہ	۱۴	غلط کاری	صـہ	23	ادھرنگ	عـہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صـہ	۱۵	گنٹھیا	عا	24	ضیق النفس	عـہ	۳۳	سفیدہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	عـہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عـہ	25	لیھ	صـہ	۳۴	تیجا - چوتھیا - روزانہ	[illegible]
۸	ضعف باہ	صـہ	۱۷	ضعف بصر	عا	26	آتشک	صـہ	۳۵	ضعف ہضم	عـہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	27	آتشک گل بدن	عـہ	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرت سر چوک ڈلوڑھی کرموں